حقیقتِ حج

مولانا ابوالکلام آزادؒ

طارق اکیڈمی
فیصل آباد۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

حقیقتِ حج

مولانا ابوالکلام آزاد

مع

حج و عمرہ کا مسنون طریقہ

فیصل آباد - لاہور

ڈی گراؤنڈ (سموسہ چوک) فیصل آباد

اہتمام محمد سرور طارق

اشاعت جنوری 2002ء

طباعت زاہد بشیر پرنٹرز

ڈسٹری بیوٹر

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاهور
لندن • هيوسٹن • نيو يارك

لوئر مال : 50 لوئر مال نزد ایم۔اے۔او کالج لاہور فون: 042 7240024-7232400
فیکس: 7354072 ای میل: darussalampk@hotmail.com

اردو بازار : غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 042 7120054 فیکس 7320703

عربی شوروم : رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون 7120054

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقیقتِ حج

خطبہ حجۃ الوداع

انسانی حقوق کا سب سے بڑا منشور

''جس طرح تم آج کے دن کی' اس مہینہ کی' اس شہر مقدس میں حرمت کرتے ہو' اسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے۔ اچھی طرح سن لو کہ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل ڈالتا ہوں' بالخصوص زمانہ جاہلیت کے انتقام اور خون بہا لینے کی رسم تو بالکل مٹا دی جاتی ہے۔ میں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خون کے انتقام سے دست بردار ہوتا ہوں۔ جاہلیت کی سود خوری کا طریقہ بھی مٹا دیا جاتا ہے اور سب سے پہلے خود میں اپنے چچا عباس ابن عبدالمطلب کے سود کو چھوڑتا ہوں۔ پروردگار! تو گواہ رہنا! پروردگار! تو گواہ رہنا! پروردگار تو گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا۔''

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ چند

اسلام کی پرشکوہ عمارت جن پانچ ستونوں پر استوار ہے، ان میں سے ایک نہایت مضبوط و مستحکم ستون حج ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران: ۹۶،۹۷)

"پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ بابرکت اور جہان کے لئے موجبِ ہدایت، اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، جن میں سے ایک ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا، اس نے امن پایا اور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھے، وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے"

حج ایک مقدس فرض ہی نہیں، ایک نہایت اشرف و افضل عمل بھی ہے جیسا کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مشہور حدیث میں ہے کہ امامِ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل

عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا، عرض کیا گیا، پھر کون سا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ، عرض کیا گیا، پھر کون سا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''حجِ مبرور''

حجِ مبرور سے مراد وہ حج ہے، جو ہر قسم کے گناہ سے پاک ہو، امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حج مبرور سے مراد یہ ہے کہ حاجی جب واپس آئے تو وہ یہ محسوس کرے کہ دنیا کی محبت سے اس کا دل اچاٹ ہو گیا ہے اور اس کے دل میں آخرت کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ ایک مرفوع حدیث میں حج مبرور کی وضاحت اس طرح آئی ہے کہ حج کے دوران لوگوں کو کھانا کھلایا جائے اور نرم و شیریں انداز میں گفتگو کی جائے! بہر حال ان میں کوئی تضاد نہیں ہے، یہ ساری باتیں حجِ مبرور کے لئے ضروری ہیں اور ایسے حج ہی پر یہ نوید سنائی گئی ہے:

مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ۔ (بخاری، مسلم)

''جس نے حج کیا اور پھر اس دوران میں اس نے نہ کوئی شہوت کی بات کی اور نہ اللہ کی کسی نافرمانی کا ارتکاب کیا تو وہ تمام گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو گیا، جس طرح وہ اس دن تھا، جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةَ۔ (سنن ترمذی ونسائی)

''حج اور عمرہ کے درمیان متابعت کرو، یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں، جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب تو جنت سے کم ہے ہی نہیں''

حج صرف ایک عبادت ہی نہیں بلکہ یہ جامع عبادات ہے یعنی اسلام نے عبادت کی جتنی بھی صورتیں مقرر فرمائی ہیں، ان سب کی روح اس میں موجود ہے، اس میں توحید بھی ہے، نماز بھی ہے بلکہ اس مسجد میں جا کر سجدہ ریز ہونا ہے، جو تمام مسجدوں کا مرکز ہے اور جس نے دنیا کی تمام مسجدوں کو ''مسجدیت'' کے اعزاز سے نوازا ہے، اس میں طواف کی ایک ایسی منفرد عبادت بھی ہے، جو صرف بیت اللہ ہی میں ادا کی جا سکتی ہے اور جب حاجی کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ طواف کی یہ عبادت اس عبادت سے مشابہہ ہے، جو ملائکہ مقربین عرشِ الٰہی کے ارد گرد ادا کر رہے ہیں تو اس سے ایک غافل انسان کی روح بھی وجد میں آ جاتی ہے اور ایک صاحبِ دل کی جو حالت ہوتی ہے وہ تو الفاظ میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں...... حج میں زکوٰۃ کی طرح انفاق فی سبیل اللہ بھی ہے، روزہ کی روح کو تازہ کرنے کے لئے تبتّل الی اللہ بھی، ہجرت کی یاد دلانے کے لیے فرار الی اللہ بھی، بہت سی احادیث میں اسے جہاد فی سبیل اللہ بھی قرار دیا گیا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان پر کبھی کبھی ایسی کیفیت بھی طاری ہوتی ہے کہ اسے اپنے رب کی طرف حد درجہ شوق ہوتا ہے۔ محبتِ الٰہی جوش مارتی ہے اور وہ اس شوق کی تسکین کے لئے اپنے چاروں طرف نظر دوڑاتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سامان صرف حج ہی میں ہے اور اس طرح حج کرنے سے اس کے دل میں اللہ کی محبت کے چراغ جل اٹھتے ہیں۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ!

اس وقت حج کی فرضیت وفضیلت اور فلسفہ وحکمت پر تفصیل سے روشنی ڈالنا مقصود نہیں ہے، اس موضوع کو ہم کسی دوسری صحبت کے لئے اٹھا رکھتے ہیں، اس وقت تو یہ سطور نوکِ قلم پر اس تقریب سے آ گئی ہیں کہ **طارق اکیڈمی**...... اس وقت جب کہ اہلِ دل کے قافلے سوئے حرم رواں دواں ہونے کو تیار ہیں، اپنے بھائیوں کی خدمت میں ''حقیقتِ حج'' کا تحفہ پیش کر رہی ہے جس کا مطالعہ فریضۂ حج کی اہمیت، عظمت اور فلسفہ وحکمت کو سمجھنے اور اسے صحیح صحیح کتاب وسنت کی تعلیمات کے

مطابق ادا کرنے میں بے حد ممد اور معاون ثابت ہوگا۔ (انشاء اللہ) ''حقیقتِ حج'' کی صحت اور ثقاہت کے لئے بس یہی ایک بات کافی ہے کہ یہ مختصر اور جامع کتاب امام الہند ''مولانا ابوالکلام آزادؒ'' کے قلم معجز رقم کا شاہکار ہے!

طارق اکیڈمی ...... پہلے بھی مولانا آزادؒ کی کئی کتب شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہے اور اس کے پروگرام میں باقاعدہ یہ بات شامل ہے کہ ماضی قریب کے دیگر تمام اکابر اہلِ علم کی تصنیفات کے ساتھ ساتھ مولانا آزادؒ کی تمام کتب کو بھی، جن کا اردو لٹریچر میں نہایت اہم اور بلند مقام ہے، عصر حاضر کے جدید رجحان کے مطابق بے حد سلیقہ کے ساتھ طبع کرا کے اپنے احباب کی خدمت میں پیش کی جائیں۔ اس کتاب کی اشاعت میں آیات و احادیث کا ترجمہ اور حوالہ جات کے علاوہ عربی عبارتوں اور فارسی اشعار کے ترجمہ کا خاصہ اہتمام کیا گیا ہے، تا کہ قارئین مولانا آزادؒ کے علم و فضل سے صحیح طور پر استفادہ کر سکیں۔ کتاب کے آخر میں سوئے حرم جانے والے زائرین کے لئے حج و عمرہ کا مسنون طریقہ بھی درج کر دیا گیا ہے تا کہ حرمین شریفین میں حاضری کے شب و روز نبی مکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی تعلیمات کی روشنی میں بسر ہوں۔ احبابِ کرام کا تعاون، تجاویز اور مشورے یقیناً ہمارے لئے زادِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ!

محمد خالد سیف (نگران اعزازی)

طارق اکیڈمی فیصل آباد

یکم جنوری 2002ء

فضیلت واہمیت حج وعمرہ

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران: ۹۶)

پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکہ میں ہے، بابرکت اور جہان کے لئے موجبِ ہدایت۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران: ۹۷)

اور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھے وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ اہلِ عالم سے بے نیاز ہے۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ (الحج ۲۸: ۲۹)

اور لوگوں میں حج کے لئے اعلان کرو، کہ تمہاری طرف پیدل اور دبلے پتلے اونٹوں پر جو دور دراز رستوں سے چلے آتے ہوں (سوار ہوکر) چلے آئیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے!

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا۔ (بخاری و مسلم)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے۔ لہٰذا اسے ادا کرو۔

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْاَعْمَالِ، اَفَلَا نُجَاهِدُ؟ قَالَ: لَا لٰكِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔ (بخاری)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم سمجھتے ہیں کہ جہاد سب نیک اعمال سے بڑھ کر ہے۔ تو کیا ہم جہاد نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں، بلکہ (تمہارے لئے) عمدہ جہاد حج مبرور ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْسُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْمَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا وَ اِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا۔ (دارمی)

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص کو کوئی کھلی مجبوری، حج سے نہ روکے اور نہ کوئی ظالم بادشاہ اور نہ ہی کوئی سخت مرض اور وہ حج کئے بغیر مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ فَإِنَّهُ قَدْيَمْرَضُ الْمَرِيْضُ وَتَضِلُّ الضَّالَّةُ وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ۔ (ابن ماجة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے رایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص حج کا ارادہ کرے اسے جلدی کرنا چاہئے کیونکہ کبھی آدمی بیمار ہو جاتا ہے۔ سواری کا بندوبست نہیں ہو سکتا یا کوئی رکاوٹ پیش آجاتی ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنَ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ: اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔ (متفق علیه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عمرہ ان تمام گناہوں کا کفارہ ہے جو موجودہ اور گزشتہ عمرہ کے درمیان سرزد ہوئے اور حجِ مبرور کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔"

بیت اللہ کی حاضری

حرم میں نمازوں کا سرور ہی کچھ اور ہے، بعض کیفیتیں بیان کی جاسکتی ہیں۔ لیکن کچھ کیفیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ الفاظ و معانی کا سرمایہ دھرے کا دھرا رہ جاتا ہے اور وہ کیفیں بیان نہیں ہوسکتیں۔ خانہ کعبہ میں حاضر ہو کر جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اور بیت اللہ کے طواف میں جو مزہ آتا ہے منطق کی تمام ادائیں بھی اس کو محصور نہیں کر سکتی ہیں۔ انسان دو ہیں ایک وہ جو دیکھتا اور بولتا ہے، ایک وہ جو دیکھتا اور سوچتا ہے۔ لیکن ایک تیسرا انسان بھی ہے جو کعبۃ اللہ میں آ کر کھو جاتا ہے اس سحر و سرور میں فصاحت و بلاغت بے بس ہو جاتی ہے یہ وہ سرحد ہے جہاں الفاظ و معانی اپنا سفر ختم کر دیتے ہیں اس سے آگے کی زبان ابھی آوازوں میں نہیں ڈھلی ہے لیکن محسوس ہوتا ہے کہ بیت اللہ ہم کلام ہو رہا ہے اور طواف میں اللہ کے فرشتے ہم رکاب ہیں۔ دن کے چوبیس گھنٹوں میں تقریباً اٹھارہ یا بیس گھنٹے کعبۃ اللہ میں گزرتے رہے، طبیعت تھی کہ سیر نہ ہوتی، فجر کی اذان سے پہلے اٹھ کر بیت اللہ چلا جاتا، پھر دن میں کئی مرتبہ حاضر ہوتا۔ رات کا بیشتر حصہ وہیں گزارتا، بار بار طواف کرتا، سنگِ اسود کو بوسہ دیتا، ملتزم سے لپٹ کے روتا، احساس کی دولت کو سمیٹتا، بیسیوں دفعہ آبِ زمزم پیتا، اپنے تئیں بھگو لیتا، سبحان اللہ زمزم ہے کہ طلب گاروں کو چوبیس گھنٹے سیراب کر رہا ہے کوئی ساعت خالی نہیں، لوگ پلاسٹک کے ڈبے، مٹی کے گھڑے، تانبے کے ڈول، بھر بھر کے لئے جاتے ہیں، بیت اللہ میں مخروطی صراحیاں پڑی رہتی ہیں۔ لوگ پیتے اور جی بھر کے پیتے جاتے ہیں، شاید دنیا کی کسی قوم کے حصہ میں اتنی عبادت نہیں آتی جتنی عبادت کہ مسلمانوں پر فرض کی گئی، مسلمانوں کی ہر سانس ایک عبادت ہے ان کی زندگی بسم اللہ سے شروع ہو کر انا للہ پر ختم ہوتی ہے۔ مہد سے لحد تک اللہ ہی اللہ ہے وہ ہر حال میں اللہ کے سامنے جوابدہ ہیں۔ (شورش کاشمیریؒ)

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا
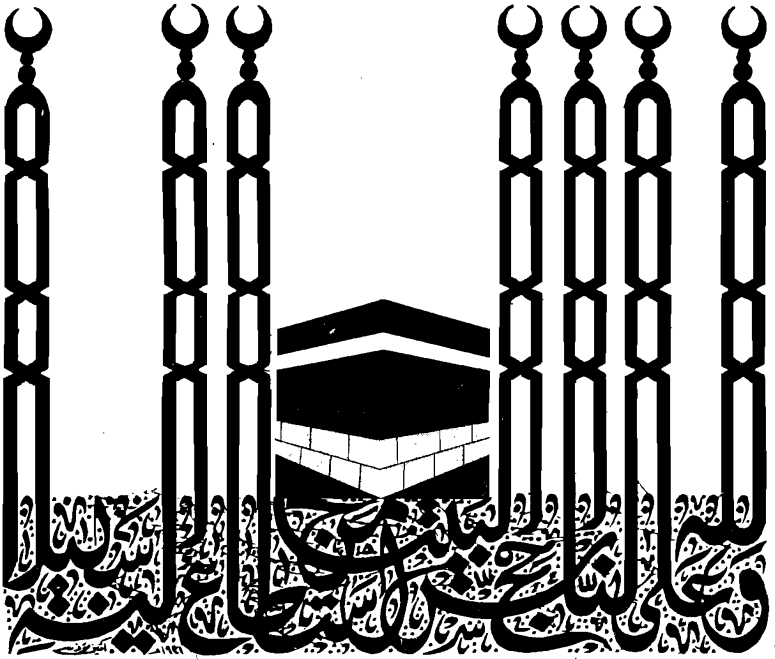
اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی طاقت رکھے وہ اس کا حج کرے۔

انسانی اخوت کی زندہ قوت

قوموں اور ملکوں کا فرق اور دلوں کی دوری

موجودہ زمانے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتائی جاتی ہے کہ علوم وتمدن کی ترقی اور سیر وحرکت کے حیرت انگیز وسائل نے قوموں اور ملکوں کا تفرقہ دور کر دیا ہے۔ بحروبر کے ڈانڈے مل گئے ہیں اور ساری دنیا ایسی ہو گئی ہے' جیسے ایک مسلسل آبادی کے مختلف محلے اور حصے ہوتے ہیں۔

لیکن اس پر بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ قوموں اور ملکوں کے مکان کا تفرقہ جس قدر کم ہوتا جاتا ہے' دل اور دماغ کا تفرقہ اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے۔ جس قدر تیزی سے بیسویں صدی کی موٹریں اور طیارے دوڑ رہے ہیں اتنی ہی تیزی سے قوموں کے دل بھی ایک دوسرے سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔

بکھرے دلوں کو جوڑنا

لیکن اب سے تیرہ سو برس [1] پہلے، جب دنیا موجودہ زمانے کے تمام وسائل قرب واجتماع سے محروم تھی، بحرِ احمر کے کنارے، ریگستانِ عرب کے وسط میں، حجاز کی چٹیل اور بے زراعت وادی کے اندر ایک صدائے اجتماع بلند ہوئی اور نسلِ انسانی کے منتشر افراد کا ایک نیا گھرانہ آباد کیا گیا۔ انسانی اجتماع و یگانگت کی یہ پکار صرف اتنا ہی نہیں چاہتی تھی کہ ملکوں کی سرحدیں اور جغرافیہ کی حدیں ایک دوسرے

---

[1] یہ تحریر جون ۱۹۲۷ء کی ہے۔ اس کتاب سے اب تقریباً ۱۴۰۰ سال ہو چکے ہیں۔

سے قریب ہو جائیں، بلکہ اس کا مقصد نسل انسانی کے بکھرے ہوئے دلوں اور برگشتہ روحوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دینا تھا۔

اعتقادِ روح کا ایمان

یہ پکار سنی گئی۔ کرۂ ارضی کے سارے گوشوں اور خشکی و تری کی ساری راہوں سے اس پکار کی بازگشت بلند ہوئی، انجن اور برق کی برق رفتار سواریوں کے ذریعہ نہیں تار اور لاسلکی کے گاڑے ہوئے ستونوں سے نہیں بلکہ دل کے اعتقاد اور روحِ ایمان کے ذریعہ اس کی پکار سب نے سنی اور اس کی پکار کا جواب سب کی زبانوں سے نکلا۔ یہ اسلام کی پکار تھی! یہ اسلام کا فریضہء حج تھا!

انسانی اخوت کی اصلی صورت

اس نے ملکوں کو اکٹھا کر دیا، قوموں کو جوڑ دیا، نسل اور زبان و مکان کے سارے تفرقے دور کر دیئے، گورے کو کالے کے ساتھ اور بادشاہ کو فقیرِ بے نوا کے ساتھ ایک ہی مقام میں ایک ہی وضع و لباس میں، ایک ہی صورت و اعتقاد کے ساتھ اس طرح جمع کر دیا کہ انسانی گمراہی کے بنائے ہوئے سارے امتیازات مٹ گئے، انسانی اخوّت و وحدت اپنی اصلی صورت میں بے نقاب ہو گئی!

جدّہ سے خط

ایک صاحب ۱۳۴۵ھ کا اجتماعِ حج دیکھ کر جدّہ سے رقم طراز ہیں:

آج کل بحرِ احمر کا یہ ساحلی مقام تمام کرۂ ارضی کے انسانوں کا مرکز بن گیا ہے۔ خشکی اور تری دونوں راہوں سے قوموں اور ملکوں کے قافلے پہنچ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جدہ کی زمین شق ہو گئی ہے اور انسانوں کے انبوہ اگل رہی ہے...... ایک دن میں نے مغرب کی نماز ساحل کی ریگ پر ادا کی، جہاں بعض رؤسائے جدہ نے کلب کی طرح ایک روزانہ اجتماع ''نادی الصلوٰۃ'' کے نام سے قائم

کر رکھا ہے۔ نماز کے بعد جب میں لوٹا اور بازار کے قریب پہنچا' تو کیا دیکھتا ہوں' برطانوی نمائندہ کے اسٹاف کے چند انگریز کھڑے بازار کے نظارہ میں غرق ہیں۔ ان میں ایک شخص رابرٹس نامی تھے' جن سے میں ایک دو مرتبہ مل چکا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا: آپ کس چیز کے نظارہ میں اس قدر دلچسپی لے رہے ہیں؟ انھوں نے کہا:

انسانی اخوت کی زندہ قوت

دیکھو یہ ہندوستانیوں کا گروہ ہے' یہ پانچ پست قد جاوی کھڑے ہیں' ان کے ساتھ ایک چینی کی منگولین صورت دکھائی دے رہی ہے' دوسری طرف ایک ترکستانی کی سیاہ ٹوپی اور افغانی کی بڑی سی پگڑی ہے' ان کے پیچھے ایک گروہ یمنی عربوں کے سرخ جبے پہنے جارہا ہے' اور ان کے ساتھ اقصاء افریقہ کا ایک جزائری بربر ہنس ہنس کر باتیں کر رہا ہے۔ تیسری طرف دو حبشی کھڑے ہیں اور ایک مصری طربوش (ٹوپی) ان کے پیچھے نظر آرہی ہے۔ اگر ان تمام قوموں کی آبادیاں جغرافیے کے نقشے میں ڈھونڈھی جائیں تو کیسے کیسے عظیم سمندر اور بے کنار صحرا ان میں حائل نظر آئیں گے' لیکن یہاں ان سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔ سال کے اس موسم میں خود بخود دنیا کے تمام گوشے اس جگہ یکجا ہو جاتے ہیں۔ کیا آج دنیا کے کسی حصے میں بھی ایسا منظر نظر آسکتا ہے؟ کیا اس منظر سے بھی بڑھ کر کوئی منظر ہے جو انسانی اجتماع کی ایک عجیب وغریب قوت کا پتا دے؟ میں سوچ رہا ہوں کہ کس کے ہاتھوں میں اس رشتہ کا سرا ہے جس سے بحر و بر کے یہ تمام گوشے کھینچ لیے جاسکتے ہیں؟

اسلام کے ہاتھ میں چھٹی صدی کے صحراءِ عرب کا اسلام آج بھی انسانی اخوت کی سب سے بڑی زندہ قوت ہے۔

یوم الحج کا ورودِ مقدس

(خدائے قدوس کی یاد اور پکار)

عشقِ الٰہی کا سب سے بڑا گھرانہ

آج [1] ذوالحجہ کی پہلی تاریخ ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تاریخِ عالم کا وہ عظیم الشان روز طلوع ہونے والا ہے جس کے آفتاب کے نیچے کرۂ ارضی کے ہر گوشے کے لاکھوں انسان اپنے مالک کو پکارنے کے لیے جمع ہوں گے اور ریگستان عرب کی ایک بے برگ و گیاہ وادی کے اندر خدا پرستی و عشقِ الٰہی کا سب سے بڑا گھرانا آباد ہوگا:

﴿ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ [الحج: ۴۱]

وہ لوگ کہ اگر انھیں زمین میں قائم کر دیں تو ان کا کام صرف یہ ہوگا کہ صلوٰۃ الٰہی کو قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، نیکی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں۔

اللہ کی پرستش کا پہلا مقدس گھر

یہ پہلا گھر تھا جو اللہ کی پرستش کے لیے بنایا گیا اور آج بھی دنیا کے تمام بحر و بر میں صرف وہی ایک مقدس گوشہ جو اولیاء الشیطان واصحاب النار کی لعنت سے پاک ہے اور صرف اللہ کے دوستوں اور اس کی محبت میں دکھ اٹھانے والوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

دور دراز ملکوں سے اجتماع کی وجہ

سمندر کو عبور کر کے، پہاڑوں کو طے کر کے، کئی کئی مہینوں کی مسافت چل کر

---

[1] یہ تحریر ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۴ء کی ہے۔ اس سے مراد یکم ذی الحج ۱۳۳۲ھ ہے۔

دنیا کی مختلف نسلوں، مختلف رنگتوں، مختلف بولیوں کے بولنے والے اور مختلف گوشوں کے باشندے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اس لیے نہیں کہ سلافی یا ٹیوٹانک نسل کی باہمی عداوتوں سے دنیا کے لیے لعنت بنیں، اس لیے نہیں کہ ایک انسانی نسل دوسری نسل کو بھیڑیوں کی طرح پھاڑ دے اور اژدہوں کی طرح ڈسے۔ اس لیے نہیں کہ اللہ کی زمین کو اپنے ابلیسی غرور اور شیطانی سیادت کی نمائش گاہ بنائیں۔ اس لیے نہیں کہ تیس تیس من کے گولے پھینکیں اور سمندر کے اندر ایسے جہنمی آلات رکھیں جو منٹوں اور لمحوں میں ہزاروں انسانوں کو نابود کر دیں، بلکہ تمام انسانی غرضوں اور مادی خواہشوں سے خالی ہو کر اور ہر طرح کے نفسانی ولولوں اور بہیمی شرارتوں کی زندگی سے ماوراءالوریٰ جا کر، صرف اس ربّ قدوس کو پیار کرنے کے لیے، اس کی راہ میں دکھ اٹھانے اور مصیبت سہنے کے لیے اور اس کی محبت و رأفت کو پکارنے اور بلانے کے لیے جس نے اپنے ایک قدوس دوست کی دعاؤں کو سنا اور قبول کیا، جب کہ نیکی کا گھرانا آباد کرنے کے لیے اور امن وسلامتی اور حق وعدالت کی بستی بسانے کے لیے اس نے اپنے اللہ کو پکارا تھا کہ:

﴿ رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَ ارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ ﴾ [ابراھیم :٣٧]

اے پروردگار! میں نے تیرے محترم گھر کے پاس ایک ایسے بیابان میں جو بالکل بے برگ وگیاہ ہے، اپنی نسل لا کر بسائی ہے تا کہ یہ لوگ تیری عبادت کو قائم کریں۔ پس تو ایسا کر کہ انسانوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دے اور ان کے رزق کا بہتر سامان کر دے، تا کہ وہ تیرا شکر کریں۔

مقدّس گھرانے کا معنوی تصوّر

کس بستی کے باشندے؟

آہ! تم ذرا ان کی اُن عجیب وغریب حالتوں کا تصور کرو' یہ کون لوگ ہیں اور کس پاک بستی کے بسنے والے ہیں؟ کیا یہ اسی زمین کے فرزند ہیں جو خون اور آگ کی لعنتوں سے بھر گئی اور صرف بربادیوں اور ہلاکتوں ہی کے لیے زندہ رہی۔ کیا یہ اسی آبادی سے نکل آئے ہیں جو سبعیت وخونخواری میں درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے غاروں سے بھی بدتر ہے اور جہاں ایک انسان دوسرے انسان کو اس طرح چیرتا پھاڑتا ہے کہ آج تک نہ تو سانپوں نے کبھی اس طرح ڈسا اور نہ جنگلی سؤروں نے کبھی اس طرح دانت مارے؟ کیا یہ اسی نسل اور گھرانے کے لوگ ہیں جس نے اللہ کے رشتوں کو یکسر کاٹ ڈالا اور اس طرح اس کی طرف سے منہ موڑ لیا کہ اس کی بستیوں اور آبادیوں میں اللہ کے نام کے لیے ایک آواز اور ایک سانس بھی باقی نہ رہی؟ آہ! اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ یہ قدوسیوں کی سی معصومیت فرشتوں کی سی نورانیت اور سچے انسانوں کی سی محبت ان میں کہاں سے آ گئی ہے۔

ماحول کی ہمہ گیر یکسانیت

تمام دنیا نسلی تعصّبات کے شعلوں میں جل رہی ہے' مگر دیکھو یہ دنیا کی تمام نسلیں کس طرح بھائیوں اور عزیزوں کی طرح ایک مقام پر جمع ہیں اور سب ایک ہی حالت' ایک ہی وضع' ایک ہی لباس' ایک ہی قطع' ایک ہی مقصد اور ایک ہی صدا کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں؟ سب اللہ کو پکار رہے ہیں' سب اللہ ہی کے لیے حیران وسرگشتہ ہیں' سب کی عاجزیاں اور درماندگیاں اللہ ہی کے لیے ابھر آئی ہیں۔ سب کے اندر ایک ہی لگن اور ایک ہی ولولہ ہے سب کے سامنے محبتوں اور چاہتوں کے لیے اور پرستشوں اور بندگیوں کے لیے ایک ہی محبوب ومطلوب ہے۔

جب کہ تمام دنیا کا محورِ عمل، نفس و ابلیس ہے تو یہ سب صرف اللہ کے عشق و محبت میں خانہ ویراں ہو کر اور جنگلوں و دریاؤں کو قطع کر کے دیوانوں اور بے خودوں کی طرح یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے نہ صرف دنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا بلکہ دنیا کی خواہشوں اور ولولوں سے بھی کنارہ کش ہو گئے۔

دل سوختہ لوگوں کی بستی

اب یہ ایک بالکل نئی دنیا ہے جس میں صرف عشقِ الٰہی کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کی بستی آباد ہوئی۔ یہاں نہ نفس کا گزر ہے جو غرورِ بہیمی کا مبداء ہے اور نہ انسانی شرارتوں کو بار مل سکتا ہے جو خون ریزی اور ظلم و سفّاکی میں کرۂ ارضی کی سب سے بڑی درندگی ہیں۔

راز و نیازِ عبد و معبود

یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کی آنکھوں سے بہتے ہیں، صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھوئیں کی طرح اٹھتی ہیں، صرف دل سے نکلی ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور مقدس نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہو رہی ہیں، اور ہزاروں سال پیشتر کے عہدِ الٰہی اور راز و نیازِ عبد و معبود ہی کو تازہ کر رہی ہیں۔ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔

سرِ روحانیاں داری ولے خود را ندیدستی
بخواب خود در آ تا قبلۂ روحانیاں بینی!

(تجھے اللہ والوں کا شوق ہے مگر تو نے اپنی طرف نہیں دیکھا، اپنے خواب کی طرف توجہ کر، تاکہ تجھے اللہ والوں کا قبلہ نظر آئے)

روحانی مجمع کی تاریخِ حیات

قدسی دوستوں کی دعاء

یہ وہ مجمع ہے جس کی بنیاد دعاؤں نے ڈالی۔ جس نے دعاؤں سے نشو ونما پائی، جو صرف دعاؤں ہی کے لیے قائم کیا گیا، جس کی ترکیب بھی اول سے لے کر آخر تک دعاؤں ہی کے مناسک سے ہوئی اور جو دعاؤں ہی کی لازوال طاقت سے قائم ہے۔

سب سے پہلی دعاء وہ تھی جو اس گھر کی بنیاد رکھتے ہوئے اللہ کے دو قدوس دوستوں کی زبان پر جاری ہوئی:

﴿ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾

[البقرة:۱۲۸۔۱۲۹]

اے پروردگار! ہمیں اپنا اطاعت شعار بنا اور ہماری نسل سے ایک امت پیدا کر جو تیری فرمانبردار و مطیع ہو، اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتلا دے۔ اور ہماری توبہ قبول کر لے۔ تو تو بہت ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے اور پھر اے پروردگار! ہماری نسل میں ایک اپنا رسول مبعوث کر جو اس کے آگے تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے اخلاق کا تزکیہ کر دے۔

قبولیتِ دعاء

سرِ بیابانِ حجاز کے قدّوسِ لم یزل نے یہ دعاء قبول کر لی اور اپنی اس امّتِ مسلمہ کو پیدا کیا جو فی الحقیقت وجودِ ابراہیم کے اندر پنہاں تھی:

﴿ اِنَّ اِبْرَاهِيمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا﴾ [النحل: ۱۲۰]

بے شک حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے وجودِ واحد کے اندر ایک پوری قوم اور خدا پرست امت تھے۔

یہ گھرانا درحقیقت دنیا کی امامت اور ارضِ الٰہی کی وراثت کے لیے آباد کیا گیا تھا اور اس کا عہد و میثاق روزِ اول ہی بندھ گیا تھا۔

اطاعت شعاروں کی سرفرازی' ظالموں کی محرومی

پس اس مقدّس دعاء کی قبولیت نے امتِ مسلمہ کو بھی قائم کیا' اور دنیا کے تزکیہ اور تعلیمِ کتاب و حکمت کے لیے سلسلۂ ابراہیمی کے آخری رسول کو بھی مبعوث کیا' نیز جو امامت و پیشوائی اور خلافت فی الارض حضرت ابراہیم خلیل (علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام) کو دی گئی تھی۔ اس کی وراثت ان کی ذریت و نسل ٹھہرائی گئی۔ البتہ بموجب اپنے عہد کے ظالموں کو اس سے محروم کر دیا گیا۔ اس نسل کے جو لوگ اپنے نفس و روح کے لیے ظالم ہوئے اور اللہ کے مقدس نوشتوں کی اطاعت سے سرکشی کی' ان سے وہ امامتِ موعودہ بھی چھین لی گئی اور خلافت موہوبہ سے بھی محروم کر دیئے گئے کہ ﴿ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظَّالِمِينَ﴾

﴿ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ﴾ [مریم: ۵۹]

پھر ان کے بعد وہ لوگ ان کے جانشین ہوئے جنھوں نے صلوۃِ الٰہی کو

ترک کر دیا اور اپنی نفسانی خواہشوں کے بندے ہو گئے۔

اقبال مندی اور تصویرِ نامرادی

یہ دعاؤں کا وعدہ تھا جس کا ظہور ہماری اقبال مندی و کامرانی کی تاریخ ہے اور اسی طرح یہ دعاؤں ہی کی ایک وعید بھی تھی جس کی سزائیں اور محرومیاں ہماری برگشتگی اور درماندگیوں کا ماتم ہیں۔ وہ ہم ہی تھے' جو ﴿اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا﴾ کے وارث ٹھہرائے گئے تھے اور ہم ہی ہیں جو آج ﴿لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ﴾ کی تصویر نامرادی ہیں:

﴿ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ﴾

[آل عمران: ۱۸۲]

یہ سب کچھ ان اعمال کا نتیجہ ہے جو خود انھوں نے اختیار کیے' ورنہ اللہ کریم تو اپنے بندوں کے لیے کبھی بھی ظالم نہیں ہو سکتا۔

اجتماعِ لاہوتی کا ظہور

پس دعاؤں کا یہ اجتماعِ لاہوتی' امّتِ مسلمہ کا یہ مجمع مبارک' اور روحانیتِ مقدّسۂ ابراہیمیہ کا یہ مظہرِ عظیم وجلیل' قریب ہے کہ اسی بیابانِ حجاز میں ظہور کرے جہاں ربِّ ابراہیم ومحمد (علیہما السلام) نے امامت وخلافتِ الٰہی کے لیے اولین دعاء کو سنا اور پھر ہمیشہ دعاؤں کے سننے اور اپنی پکاروں اور نداؤں کے بلند ہونے کے لیے اسے برگزیدہ کر دیا۔

تصوّرِ کوچ (تیسری ذی الحج)

روحانیتِ عظمیٰ

جس وقت ۔۔۔۔ ذی الحجہ کی تیسری تاریخ ہو گی (تو یہ) بادیہ نورَدانِ

عشق آبادِ حجاز کے قافلے کوچ کے لیے تیار ہوں گے۔ اس وقت کا تصور کرو کہ وہ کیسا وقتِ عظیمہ ہوگا' جب کہ لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ ابراہیمی علیہ السلام کی روحانیتِ عظمٰی اپنے رب کو بے قراری سے پکارے گی اور اس کے مقدس عہد و میثاق کا رشتہ تازہ ہوگا۔ لاکھوں سر ہوں گے جو بے تابانہ اللہ کے حضور جھکائے جائیں گے' لاکھوں پیشانیاں ہوں گی جو اس کی چوکھٹ پر گرائی جائیں گی۔ لاکھوں دل ہوں گے جو اس کے نظارۂ جمال کے عشق میں ڈوب جائیں گے اور لاکھوں زبانیں ہوں گی جن سے اس کے حضور میں دعائیں نکلیں گی۔

جمالِ عالم آراء کا جلوہ

پھر اس وقت ایسا ہوگا کہ دریائے محبتِ الٰہی جوش میں آئے گا' ملائکہ مقربین اس کے خلوتِ وصال کو اس کے دوستوں کے لیے خالی کر دیں گے اور وہ اپنے جمالِ عالم آراء کے جلوے سے اس تمام محشرِ عشق و طلب کو ڈھانپ لے گا۔

وقتِ عظیم کی غنیمت

سوچا ہیے کہ اس وقتِ عظیم و جلیل اور ایام الاہیہ مخصوصہ کے حصول کو غنیمت سمجھو اور تم خواہ کہیں ہو اور کسی حال میں ہو' لیکن اپنی تمام قوتوں اور تمام جذبوں سے کوشش کرو کہ تمہاری دعائیں بھی ان دعاؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں اور تمہاری بے تابیاں و بے قراریاں بھی ٹھیک اسی وقت اللہ کے حضور رحمت طلب ہوں کہ یہ وقت پھر میسر نہ آئے گا۔

وقت کی اہم ترین ضرورت

اختتامِ روزِ ہجر اور عہدِ وصال کا آغاز

دنیا انقلاب و تجدد کے ایک مہیب عہد سے گزر رہی ہے اور نئے موسم کی علامتوں نے ہر طرف طوفانوں اور بجلیوں کی ایک قیامتِ کبریٰ بپا کر دی ہے۔ ممکن

ہے روزِ ہجر ختم ہونے والا اور عہدِ وصال کی ایک نئی رات شروع ہونے والی ہو۔ پس ضروری ہے کہ دن بھر جن لوگوں نے غفلت کی ہے' وہ اب عین شام کے وقت غفلت نہ کریں' کیوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ شام آ گئی ہے اور چراغوں کا انتظام کرنا چاہیے۔

مومن کا نصب العین

ہاں ہر مومن کو چاہیے کہ وہ یکسر دعاؤں میں ڈوب جائے اور ان مقدس ایام کے اندر صدقِ دل سے توبہ کرے اور اپنے رب سے اپنا معاملہ درست کر لے۔

یہ بڑا ہی سخت وقت ہے جس کی نوشتۂ الٰہی میں خبر دی گئی تھی۔ وہ وقتِ موعودہ اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ آ گیا ہے اور زمین اپنے گناہوں کی پاداش میں الٹ دی گئی ہے۔ پس توبہ کرو اور اس کے سامنے اپنی سرکشیوں کا سر مجرموں کی طرح ڈال دو اور تڑپ تڑپ کر وہ سب کچھ مانگو جس کو تمہارا دل چاہتا ہے۔ مگر تمہارے اعمال اس کے سزاوار نہیں ہیں۔

نفس پرستیوں کا کرشمہ

تم اس کے حضور حج کے دن اور عید کی صبح کو جب کہ خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھی تھی' مسکینوں اور لاچاروں کی طرح گر جاؤ' اپنی سرکشیوں اور نفس پرستیوں کے گوسالہ کو ذبح کر دو:

﴿اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ﴾ [البقرۃ:۵۴]

تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر سخت ظلم کیا ہے' لٰہذا تم لوگ اپنے خالق کے حضور توبہ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاک کرو۔

اور گڑگڑا کر دعاء مانگو کہ اے اللہ! زمین کی سب سے بڑی مصیبت' انسانی معصیت کے سب سے بڑے عذاب اور انقلابِ اقوام و ملل کے سب سے زیادہ مہیب موسم کے وقت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی ذریت کو نہ بھلائیو اور ان کے

گناہوں کو معاف کر دیجیو۔

عید کے دن کی یاد

دعائے انابت

علی الخصوص عید کے دن جب اس کے حضور کھڑے ہو تو اپنے گناہوں کو یاد کرو۔ تم میں ایک روح بھی ایسی نہ ہو جو تڑپتی نہ ہو اور ایک آنکھ بھی ایسی نہ ہو جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رہے ہوں۔ یاد رکھو کہ دل کی آہوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھ کر اس کی درگاہ میں کوئی شفیع نہیں ہو سکتا۔ پس جس طرح بھی ہو سکے اپنے اللہ کو راضی کر و اور اسے منا لو۔ کیوں کہ تم نے اپنی بدعملیوں سے اسے غصہ دلایا اور اس کے پاک حکموں کی پرواہ نہ کی اور تم یوں پکارو کہ اے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے رب اور اے رسولِ اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار! ہم نے تیرے عہد کی پرواہ نہ کی اور اپنی بداعمالیوں سے تیری مقدس زمین کو ملوث اور گھناؤنا کر دیا' لیکن اب ہم اپنی سزاؤں کو پہنچ چکے اور ہم نے بڑے سے بڑا دکھ اٹھا لیا۔ ہم مثل یتیم لڑکوں کے ہو گئے ہیں' جن کے والدین کو ان سے جدا کر دیا گیا ہو' کیوں کہ ہمارا اللہ ہم سے راضی نہ رہا اور ہم غمگینی اور رسوائی کے لیے چھوڑ دیئے گئے' پر اے حی و قیوم! اب ہم پر رحم کر، ہمارے قصوروں کو معاف کر، اور ہم سے منہ نہ موڑ' گو ہماری خطائیں بے شمار ہیں' لیکن ہم سب تیرے ہی نام لیوا کہلاتے ہیں اور تیری راہ میں دکھ اٹھانے کے لیے تیار ہیں۔

اگر نہ بہرِ من' از بہرِ خود عزیزم دار
کہ بندۂ خوبی او خوبی خداوند است

(اگر میرے لیے نہیں تو اپنی خاطر ہی مجھے عزیز رکھ، کیوں کہ کسی انسان کی کوئی خوبی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت و عنایت ہے)

تو نہ ہم کو بھول جا

اے ستّار و توّاب الرحیم! کیا ہمارا غم دائمی ہے؟ کیا ہمارے خزاں کے لیے کبھی بہار نہیں؟ اور کیا ہمارے زخم کے لیے کوئی مرہم نہ ہوگا؟ اے نسلِ ابراہیمؑ کے امید گاہ! تو ہمیشہ کے لیے ہمیں نہ بھول اور ہمیں اپنی طرف لوٹا لے، ہم تجھ سے ہمیشہ بھاگے ہیں مگر اب ہم تیری طرف لوٹ آئیں گے کیوں کہ ہمیں کہیں پناہ نہ ملی۔

امن و ہدایت کی صدائے بازگشت

تو ہمیں نیکی اور صداقت کے لیے چن لے، اور اپنی ہدایت و عدالت کی تبلیغ کا بوجھ پھر ہماری گردنوں پر ڈال! دنیا آج انتہائے ترقی کے بعد بھی امن و عدالت کے لیے ایسی ہی تشنہ ہے، جیسی ظہورِ صداقتِ کبریٰ کے اولین عہدِ جہالت میں تھی:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ [الاعراف:۲۳]

اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کیا، اگر تو نے ہمارا قصور نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہمارے لیے بربادی کے سوا کچھ نہیں:

﴿ اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [آل عمران:۲۶]

اے اللہ! شاہی و جہانداری کے مالک! تو جسے چاہے ملک بخش دے، جس سے چاہے ملک لے لے۔ جسے چاہے عزت دے دے، جسے چاہے ذلیل کر دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں ہر طرح کی بھلائی کا سر رشتہ ہے اور تیری قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔

﴿ رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا ج رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴾ [الممتحنة:۴،۵]

اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا ہے، تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور پھر تیری ہی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ پروردگار! ہمیں کافروں کا تختہ مشق نہ بنانا۔ پروردگار! ہمیں بخش دے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے:

﴿ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ﴾ [البقرة:۲۵۰]

اے پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے اور اپنی راہ میں ثابت قدمی عطا کر اور پھر ایسا کر کہ منکرینِ حق کے گروہ پر ہم فتح مند ہو جائیں:

﴿ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنَ الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ﴾ [یونس:۸۵،۸۶]

پروردگار! ہمیں اس ظالم گروہ کے لیے آزمائش کا موجب نہ بنا۔ بلکہ اپنی رحمت سے ایسا کیجیے کہ اس کافر گروہ کے پنجہ سے نجات پا جائیں:

﴿ رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَہٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا لا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ ج رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِہِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴾ [یونس:۸۸]

پروردگار! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو اس دنیا میں زیب و زینت کی چیزیں اور مال و دولت کی شوکتیں بخشی ہیں۔ تو خدایا! کیا یہ اس لیے ہے کہ تیری راہ سے یہ لوگوں کو بھٹکائیں۔ خدایا! ان کی دولت زائل کر

دے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دے کہ اس وقت تک یقین نہ آئے جب تک عذابِ دردناک اپنے سامنے نہ دیکھ لیں:

﴿ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴾[نوح:٢٦]

پروردگار! منکرینِ حق کا ایک گھر بھی زمین پر بسنے نہ پائے:

﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴾ [آل عمران:٨]

اے پروردگار! ہمیں سیدھے راستے لگا دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ یقیناً تو ہی ہے کہ بخشش میں تجھ سے بڑا کوئی نہیں۔

رحمتِ باری کی فراوانی کا دن

تلاشِ مومنِ قانت اور دعوتِ الی اللہ

(یوم الحج کا طلوعِ مقدس) سال بھر میں عالم اسلامی کے لیے یہ ایک ہی موقع تنبیہ افکار، ایقاظ ھمم وتحریکِ قلوب واستقبالِ وجوہ و احیاء ارواح وذہاب الی اللہ کا آتا ہے جو فی الحقیقت دینِ الٰہی کے تمام آمال واعمال کا مرکز ومحور اور حلقہ بگوشانِ ملت حنیفی کے لیے مبدأ تجدد وانقلاب ہے۔ جب کہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ جب کہ اس کے حریم وصال کے دروازے کھل جاتے ہیں جب کہ اس کی رحمت ونصرت کے ملائکہ مسوّمین ایک ایک مومنِ قانت اور مسلمِ مخلص کے دل کو ڈھونڈتے ہیں اور اسے اللہ کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دیتے ہیں کہ:

﴿ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ [الزمر:٥٣]

اے میرے غافل بندو! کہ تم نے عہدِ عبودیت و نیاز کو توڑ کر خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو' خواہ تمہاری بداعمالیاں کیسی ہی سخت ہو رہی ہوں۔ بایں ہمہ اگر اب بھی توبہ و انابت کا سر جھکا دو تو میں تمہارے تمام جرموں کو بخش دوں گا' کیوں کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور رحم فرما ہوں ۔

باز آ باز آ' ہر آنچہ ہستی باز آ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہِ مادرگہِ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

(تو برائی کی جس حالت میں بھی ہے اس سے باز آ جا۔ خواہ تو کافر ہے، آتش پرست یا بت پرست ہے اس سے توبہ کر لے۔ ہماری یہ درگاہ نا امیدی کی درگاہ نہیں ہے۔ اگر تو نے سو بار بھی توبہ توڑ دی ہے پھر بھی باز آ جا اور توبہ کر لے..... تو تیری توبہ قبول ہو گی)

محرومی از برکاتِ وقتِ مجیب

اے عزیزانِ غفلت شعار! اے بقیۂ ماتم گزارانِ قافلۂ ملت! تمہاری غفلتوں پر حسرت' تمہاری سرشاریوں پر صد افسوس اور تمہاری عزائم فراموشیوں پر صد ہزار آہ و ماتم' اگر تم اس وقتِ عظیم و مجیب کی برکتوں سے محروم رہو۔ (اور اگر) تم اپنے دلہائے مجروح اور ارواحِ مضطر کو خونباری و دجلہ ریزی کے لیے تیار نہ کرو!

جنگ اور صدیوں کی جنگ

تم کو اس جنگ..... کی بھی کچھ خبر ہے جو دنیا کی سب سے بڑی ضعیف ہستی اور سب سے بڑی لازوال طاقت کے درمیان صدیوں سے جاری ہے..... جو تم میں اور تمہارے خدائے قاہر و قیوم میں برپا ہے' جس میں آج تک کسی بڑی سے بڑی قوت نے بھی فتح نہ پائی اور جس کی آخری شکست بڑی ہی الیم و معذّب ہے۔

تم اس فاطر السموات والارض کی لایزال ولم یزل طاقت پر ایمان نہیں لاتے..... تم کو یاد نہیں آتا اس شہنشاہ ارض وسما سے سرکش ہو گئے ہو' جو اپنی ایک نگہِ مشیّت سے تمام نظام ارضین وسماوات کو الٹ دینے پر قادر ہے۔

بختِ خفتہ و طالع گم گشتہ

آہ! تمہاری غفلتوں پر آسمان روئے اور زمین ماتم کرے، اگر مرغانِ ہوائی فغاں سنج ہوں اور سمندروں سے مچھلیاں غم کرنے کے لیے اچھل پڑیں جب بھی اس کا ماتم ختم نہ ہوگا کیوں کہ تمہارا ماتم تمام دنیا کا ماتم ہے اور چراغ کے بجھنے کا رونا چراغ پر رونا نہیں ہے بلکہ گھر کی تاریکی پر رونا ہے..... تم دوسروں کی بیداری کے افسانے سن کر ترانہ سنج مدح و ثنا ہوتے ہو مگر اپنے بختِ خفتہ و طالع گم گشتہ کو نہیں ڈھونڈتے کہ وہ کہاں گم ہو گیا ہے؟ فآہ' آہ' ثم آہ' علی ما فرطتم فی جنب اللہ !

درازی شب و بیداری من ایں ہمہ نیست
زبخت من خبر آرید تا کجا خفت است؟

(رات کا طویل ہونا اور میرا جاگتے رہنا اس کی کوئی حیثیت نہیں، میری قسمت کی خبر لاؤ کہ وہ کہاں سوگئی ہے؟)

✿✿✿✿✿

خدائے قدوس سے صلح

نصرتِ خداوندی کی دامن گیری

جو جنگ تم میں اور تمہارے پروردگار کے درمیان جاری ہے' اس کی صلح کی کوئی تدبیر نکالو۔ اگر تم نے اس سے صلح کر لی تو پھر اس کی تمام دنیا میں کوئی بھی نہیں

ہے جو تم سے برسرِ پیکار ہوگا۔ من لہ المولٰی فلہ الکل (سب کچھ اس کے لیے ہے جس کا وہ والی/دوست ہے)

﴿اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ۚ وَ اِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِہٖ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾

[آل عمران: ۱۶۰]

اگر اللہ تمہیں غلبہ و نصرت عطا فرمائے تو پھر تم پر کوئی دنیوی طاقت غالب نہیں آ سکتی لیکن اگر وہی تمہیں ٹھکرا دے تو پھر دنیا میں کون ہے جو اللہ کے بعد تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ پس اللہ ہی کی ذات ہے جس پر اہلِ ایمان بھروسہ کرتے ہیں۔

آتش کدۂ محبت کا اشتعال

تم ایک نظر میدانِ عرفات و منٰی کے اس سر و پا برہنہ گروہ پر ڈالو جو سلافی یا ٹیوٹانیک نسل کی مسابقت کے لیے نہیں بلکہ کلمۂ حق کی عظمت اور اللہ واحد کی پرستش و محبت کے لیے جمع ہو رہا ہے۔

اللہ کے خوف اور اس کی جستجو نے خود ان کے اندر ایک آتش کدۂ محبت کو مشتعل کر دیا ہے اور اس کا دھواں والہانہ صداؤں اور بے قرارانہ فریادوں کی صورت میں ان کی زبانوں سے اٹھ رہا ہے ؎

جمالِ کعبہ مگر عذرِ رہرواں خواہد
کہ جانِ خستہ دلاں سوخت در بیابانش

(کعبے کا جمال شاید مسافروں (کی بخشش) کا بہانہ چاہتا ہے کیوں کہ تھکے ہارے مسافروں کی جان اس کے بیابان میں جھلس گئی ہے)

✿✿✿✿✿

تذکار اسوۂ ابراہیمی علیہ السلام

عشق و ایثار کی گونج

اور دیکھو، یہ مجمعِ مقدس والٰہی کس واقعہ کبریٰ کی یادگار ہے اور کس عہد و میثاقِ خداوندی کے تذکارِ عظیمہ کو ہمیشہ کے لیے زندہ رکھتا اور عالمِ ایمان و اسلام کو اس کی طرف دعوت دیتا ہے؟ اگر چشم حقیقت باز اور سامعۂ بصیرت وا ہو، تو اس ابراہیم کدۂ حجاز کا ایک ایک ذرہ آج اس واقعۂ کبریٰ اور آیتِ عظمیٰ کا افسانۂ حقیقت بیان کر رہا ہے اور ملاء اعلیٰ اور عالمِ قدس کا ایک ایک گوشہ عشقِ ابراہیمی و ایثارِ اسماعیلؑ کے غلغلۂ روحانیت سے گونج رہا ہے ؎

شدیم خاک و لیکن بوئے تربتِ ما
تواں شناخت کزیں خاک مردے خیزد

(ہم خاک ہو گئے لیکن ہماری قبر کی خوشبو سے یہ پہچانا جا سکتا ہے کہ اس خاک سے کوئی بڑا آدمی اٹھے گا)

﴿وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾ [مریم:۵۰]

ان میں سے ہر ایک کو ہم نے نبوت دی تھی اور اپنی رحمت کی بخشش سے سرفراز کیا تھا۔ نیز ان سب کے لیے سچائی کی صدائیں بلند کر دیں (جو کبھی خاموش ہونے والی نہیں)

فدیہ ذبح عظیم

یہ دراصل حقیقتِ اسلامی کی اس عظیم الشان قربانی کی یادگار ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جذبات و محبت ماسوی اللہ کی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی جان و نفس کی ٹھیک اسی ریگستان میں کی تھی اور جو تمام نسل ابراہیمیؑ و اسماعیلؑ

کی روحانی قربانی کے فدیہ کے بعد قبول کر لی گئی کہ فی الحقیقت یہی فدیہ ذبحِ عظیم تھا:

﴿ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّه‘ لِلْجَبِیْنِ ○ وَنَادَیْنَاهُ اَنْ یّٰاِبْرَاهِیْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا ج اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُ الْمُبِیْنُ○ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ﴾ [الصّٰفّٰت: ۱۰۳۔۱۰۷]

اور جب کہ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام دونوں پر اطاعت و فدویتِ اسلامی طاری ہوگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جوشِ قربانی میں اپنے محبوب فرزند کو ماتھے کے بل گرادیا تاکہ راہِ حق میں ذبح کر ڈالیں تو اس وقت ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم علیہ السلام بس کرو! بلاشبہ تم نے اپنے رؤیا صادقہ کو پورا کر دکھلایا۔ ہم اسی طرح اربابِ حق و احسان کو ان کی جان فروشیوں اور قربانیوں کا صلہ دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے یہ قربانی اس طرح قبول کر لی کہ اس کے فدیے میں ایک بہت ہی عظیم الشان اور دائمی قربانی قرار دے دی۔

ایمان باللہ کا دارومدار

یہ قربانی جس کا خون ہر سال میدانِ منیٰ میں جوش زن ہوتا ہے اور یہ ذبحِ عظیم جس کی ہر مسلمان شوق و ذوق سے تیاری کرتا ہے' فی الحقیقت اسلام کی حقیقتِ اعلیٰ کی ایک تمثیل ہے' جس کے پردے میں بتلایا گیا ہے کہ ایمان باللہ کا دارومدار قربانی اور خونِ شہادت پر ہے اور جب تک یہ مقام ذہاب الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ حاصل نہ ہو' اس وقت تک کوئی ہستی مومن و مسلم نہیں ہوسکتی:

﴿ قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ نِاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَ مَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ

﴿الْفٰسِقِيْنَ﴾ [التوبہ:۲۴]

اے پیغمبر ﷺ! مسلمانوں سے کہہ دے اگر ایسا ہے کہ تمہارے باپ‘ تمہارے بیٹے‘ تمہارے بھائی‘ تمہاری بیویاں‘ تمہاری برادری‘ تمہارا مال جو تم نے کمایا ہے اور تمہاری تجارت‘ جس کے مندا پڑ جانے سے ڈرتے ہو‘ تمہارے رہنے کے مکانات جو تمہیں اس قدر پسند ہیں یہ ساری چیزیں تمہیں اللہ سے‘ اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں (تو کلمہ حق تمہارا محتاج نہیں) انتظار کرو‘ یہاں تک کہ جو کچھ اللہ کو کرنا ہے‘ وہ تمہارے سامنے لے آئے اور (اللہ تعالیٰ کا مقررہ قانون ہے کہ وہ) فاسقوں پر (کامیابی وسعادت کی راہ نہیں) کھولتا۔

۞۞۞۞۞

میثاقِ ابراہیمی علیہ السلام کی یادگار

امامت وخلافتِ امتِ مسلمہ کا عہد

اور پھر یہ یوم الحج کا طلوع درحقیقت اس وعدۂ الٰہی اور عہد و میثاقِ ربانی کی یادگار ہے‘ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے امتِ مسلمہ کی امامت وخلافت فی الارض کے لیے اللہ نے باندھا تھا:

﴿وَاِذِابْتَلٰى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ﴾ [البقرۃ:۱۲۴]

اور جب کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس کے پروردگار نے حقیقتِ اسلامی کی

قربانی اور معرفت دینِ فطری کی چند آزمائشوں میں ڈالا اور اس نے انھیں پورا کیا۔ (یعنی اپنے جگر گوشے کے گلے پر چھری رکھ دی اور چاند اور سورج اور تمام مظاہرِ خلقت و مادیت سے منہ موڑ کر صرف دینِ فطری والٰہی کی طرف متوجہ ہو گیا) تو اس وقت ہم نے اسے بشارت دی کہ آج سے تمہیں انسانوں کی امامت وخلافت عطا کی جاتی ہے۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا کہ اور میری نسل کو بھی؟ فرمایا کہ ہاں مگر ان کو نہیں جو ہمارے عہد و میثاق کی پرواہ نہ کریں اور اسے ظالمانہ توڑ دیں۔

جلال وقدوسیت کا نشیمن

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا اور حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی نسل روحانی وجسمانی کو دنیا کی امامت عطا فرمائی۔ پہلے اس کا ظہور بنی اسرائیل کی خلافت و امامت کی صورت میں ہوا اور پھر جب یروشلم کا ہیکل اور شام کے مرغزار اس کی محبت و اطاعت کے سزاوار نہ رہے تو اس نے بنی اسماعیل کی قربان گاہِ عرب اور وادی بطحا و یثرب کے ریگستانوں کو اپنے جلال وقدوسیت کا نشیمن بنایا:

﴿ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [یونس:۱۴]

اور پھر ان کے بعد ہم نے تمہیں زمین کی خلافت عطا کی' تا کہ دیکھیں کہ پھر تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں؟

ایفائے عہد

سواے پیروان دین ابراہیمؑ! وا ے وابستگان نسلِ اسماعیلؑ! ﴿ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ﴾ کا وعدہ بھی پورا ہو چکا اور ﴿ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴾ کی وعید کی غم گینی ورسوائی بھی تم دیکھ چکے:

﴿ وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴾ [طٰهٰ:۱۱۳]

اور ہم نے قرآن حکیم میں اپنی وعید اور اس کے نتائج بیان کر دیئے تاکہ لوگ ڈریں یا اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں عبرت و بصیرت پیدا ہو۔

وعدہ اور وعید کی یادِ تازہ

یہ یوم الحج کا آفتاب ہر سال اس لیے فاران کی چوٹیوں اور جبلِ رحمت کی وادیوں پر طلوع ہوتا ہے تاکہ اس وعدہ و وعید کی یاد تازہ کرے اور اس امتِ مسلمہ کو میثاقِ الٰہی یاد دلائے جس کا ظہور اسی بیابانِ حجاز کی دعاؤں سے ہوا تھا۔

✿✿✿✿✿

امامتِ ارضی کی میراث

گم کردہ رحمتوں کی تلاش

پس وہ دن آ گیا اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کی سب سے بڑی گھڑی تمہارے سامنے ہے۔

یہی وہ وقت ہے کہ امتِ مسلمہ آخری مرتبہ اپنے عہد و میثاق کو یاد کرے' اور جب کہ اللہ کے قہر نے زمین کے فساد کو ڈھانپ لیا ہے تو وہ اس کی گم کردہ رحمتوں اور برکتوں کی تلاش میں نکلے۔

حقیقتِ اسلامی کی قربانی

تم دنیا کے تغیرات اور نقشۂ امن و جنگ کی تبدیلیوں میں محو ہو گئے ہو مگر تم خود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتے' جس سے تمام عالم کی تبدیلی وابستہ ہے؟ اس

تبدیلی کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ حقیقتِ اسلامی کی اس قربانی کو اپنے روح وقلب پر طاری کرو جس کی یادگار میں ہر سال تمہارا ہاتھ ظاہری قربانی کی چھری پکڑتا ہے اور تم اللہ کے حضور خون بہاتے ہو۔

محبوبات ومطلوبات سپردِ الٰہ

پھر اس کے ساتھ ہی اللہ کے حضور گر جاؤ' اپنے تمام اعمالِ زندگی کے اندر اس کے مقدس حکموں کے عشق واطاعت کی روح پیدا کرو' توبہ وانابت کے آنسو بہا کر اور عجز وبے قراری کی تڑپ پیدا کر کے اس کے سامنے مجرموں کی طرح خاکِ عجز ونیاز پر لوٹو اور اپنی جانوں کو' اپنے مال ومتاع کو' اپنے اہل وعیال کو' اپنی تمام محبوبات ومطلوبات کو' اس کے لیے' اس کے کلمۂ مقدس کے لیے' اس کی ملتِ مرحومہ کے لیے اور اس کی صداقت اور عدالت کے لیے اس کے سپرد کر دو۔

قبولیت بخشنے والا، اللہ

وہ اللہ جس نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا سنی' جس نے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کو قبول کیا' جس نے وادی غیر ذی زرع کو ظہورِ رسالتِ کبریٰ سے مرکز مشارق ومغارب ومجمع اولین وآخرین بنایا' اگر تمہاری بداعمالیوں اور سرکشیوں کی وجہ سے تمہیں ٹھکرا سکتا تھا تو آج وہ تمہیں پیار بھی کر سکتا ہے' تمہاری دعاؤں کو بھی سن سکتا ہے۔

کھوئی ہوئی میراث کی واپسی

پس توبہ کرو' اپنے عزائم وآمالِ مقدسہ کو زندہ کرو' دعائیں مانگو اور ربِ حجاز کو پکارو' تاکہ تمہاری کھوئی ہوئی میراث پھر تمہیں واپس مل جائے' تمہارے غمگینی کے دن ختم ہوں' اور ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ کے زمرے سے نکل کر ﴿إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ کے حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ:

﴿ ذٰلِكَ يُوعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ ﴾ [البقرة:۲۳۲]
تم میں سے ہر اس انسان کو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اس حکم کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے۔ اسی بات میں تمہارے لیے زیادہ برکت اور زیادہ پاکیزگی ہے۔

مقاصدِ حج کا لبِّ لباب

(عباداتِ اسلامیہ کی امتیازی خصوصیت)

نماز

دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام کی ایک مابہ الامتیاز خصوصیت یہ ہے کہ اس نے تمام عبادات و اعمال کا ایک مقصد متعین کیا اور اس مقصد کو نہایت صراحت کے ساتھ ظاہر کر دیا۔
نماز کے متعلق تصریح کی:
﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ ﴾ [العنكبوت:۴۵]
نماز ہر قسم کی بداخلاقیوں سے انسان کو روکتی ہے۔

روزہ

روزے کے متعلق فرمایا:
﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ [البقرة:۱۸۳]
روزے کے ذریعہ تم پرہیزگار بن جاؤ گے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ کی نسبت بیان کیا:

﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ﴾

[التوبة:۱۰۳]

ان کے مال ودولت میں سے ایک حصہ بطور صدقہ کے لے لو' کیوں کہ تم اس کے ذریعہ ان کو بخل اور حرص وطمع کی بداخلاقیوں سے پاک وصاف کرسکو گے۔

صدقہ

احادیث نے اس سے زیادہ تصریح کردی ہے:

الصدقة او ساخ المسلمين تؤخذ اغنياء هم وترد الى فقرائهم ۔

صدقہ مسلمانوں کے دل کا میل ہے' ان کے دولت مندوں سے لے کر ان کے محتاجوں کو دے دیا جاتا ہے۔

حج

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حج کے فوائد ومنافع کو بھی نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے:

﴿ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ يَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِیْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ ﴾ [الحج:۲۸]

حج کا اصلی مقصد یہ ہے کہ لوگ اپنے اپنے فوائد کو حاصل کریں اور اس کے ساتھ ہی چند مخصوص دنوں میں اللہ کو یاد بھی کرلیا کریں۔

حج اور بین الاقوامی تجارت

مقصدِ خصوصی

اس (مذکورہ) آیت میں قرآن حکیم نے جن فوائد کو حج کا مقصد قرار دیا ہے ان سے اجتماعی واقتصادی فوائد مراد ہیں اور یہ حج کا ایک ایسا اہم مقصد ہے کہ ابتدا میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دینی مقاصد کے منافی سمجھ کر اسے بالکل چھوڑ دینا چاہا تو اللہ نے ایک خاص آیت نازل فرمائی:

﴿لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّکُمْ ط﴾

[البقرة:١٩٨]

اگر زمانہ حج میں تجارتی فوائد حاصل کرو تو اس میں مذہب کا کوئی نقصان نہیں۔

اقتصادیات وتمدنِ عرب

قرآن حکیم کا عام طرز خطاب یہ ہے کہ وہ جزئیات سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتا۔ اس کی توجہ ہمیشہ اہم باتوں کی طرف مبذول رہتی ہے۔ اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے جس قسم کی تجارت کو حج کا مقصد قرار دیا اور اس کی ترغیب وحوصلہ افزائی کی وہ عرب کی اقتصادی وتمدنی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ تھا۔

عرب اگرچہ ایک بادیہ نشین اور غیر متمدن قوم تھی، تاہم معاش کی ضرورتوں نے اس کو تمدن کی ایک عظیم الشان شاخ یعنی تجارت کی طرف ابتدا ہی سے متوجہ کر دیا تھا۔ قریش کا قافلہ عموماً شام وغیرہ کے اطراف میں مال لے جایا کرتا تھا اور ان لوگوں نے وہاں کے رہنے والوں سے مستقل طور پر تجارتی تعلقات پیدا کر لیے تھے خود مکہ کے متصل عکاظ اور ذوالمجاز وغیرہ متعدد بازار قائم تھے اور حج کے زمانے میں اچھی خاصی تجارتی منڈی بن جاتے تھے۔

بین الاقوامی تجارت کا قیام

پس اہلِ عرب کو نفسِ تجارت کی طرف متوجہ کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن اسلام جو عظیم الشان و عالمگیر مدنیت پیدا کرنا چاہتا تھا اس کی گرم بازاری کے لیے عکاظ‘ ذوالمجنۃ اور ذوالمجاز کی وسعت کافی نہ تھی۔ وہ دنیا کی تمام متمدن قوموں کی طرح تجارتِ بین الاقوام کا مستقل سلسلہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ کیوں کہ وہ دیکھ رہا تھا کہ عنقریب آفتابِ اسلام حجاز کی پہاڑیوں سے بلند ہو کر تمام بحر و بر پر چمکنے والا ہے۔

تمدن کی منفعتِ عظیمہ

پس اس آیتِ کریمہ میں جن اقتصادی و تجارتی فوائد کی طرف اشارہ کیا ہے وہ ایک وسیع بین الملی تجارت کا قیام ہے‘ ورنہ اہلِ عرب جس قسم کی تجارت کرتے تھے‘ وہ تو ہر حالت میں قائم رکھی جا سکتی تھی اور قائم تھی۔ البتہ تجارتِ بین الاقوام کا سلسلہ بالکل قیامِ امن و بسط عدل و اجتماعِ عام پر موقوف تھا‘ اس لیے جب کامل امن و امان ہو گیا اور حج نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کر دیئے تو اس وقت اللہ نے مسلمانوں کو تمدن کی اس منفعتِ عظیمہ کی ترغیبِ عام دی۔

❁❁❁❁❁

حقیقی مقاصد

قرآن کا عام وخاص سے طرزِ خطاب

لیکن اس تصریح و توضیح کے علاوہ قرآن حکیم کا ایک طرزِ خطاب اور بھی ہے جو صرف خواص کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ قرآن حکیم کا عام اندازِ بیان یہ ہے کہ وہ جن مطالب کو عام طور پر ذہن نشین کرنا چاہتا ہے یا کم از کم وہ ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتے ہیں‘

ان کو تو نہایت کھلے الفاظ میں ادا کر دیتا ہے لیکن جن مطالبِ دقیقہ کے مخاطب صرف خواص ہوتے ہیں اور وہ عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتے ان کو صرف اشارات و کنایات میں ادا کرتا ہے۔

اہم ترین مقصد

مقاصدِ حج میں تجارت ایک ایسی چیز تھی جس کا تعلق ہر شخص کے ساتھ تھا اور اس کے فوائد و منافع عام طور پر سمجھ میں آ سکتے تھے' اس لیے اللہ نے اس کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا' لیکن حج کا ایک اہم مقصد اور بھی تھا جس کو اگرچہ صراحتاً بیان نہیں کیا گیا' لیکن قدم قدم پر اس کی طرف اس کثرت سے اشارے کیے کہ اگر ان تمام آیتوں کو جمع کر دیا جائے تو کئی صفحے صرف انہی سے لبریز ہو جائیں۔

حقیقت بے نقاب

حقائق و معارف الٰہیہ کے اظہار میں قرآن حکیم نے عموماً اسی قسم کا طرز خطاب اختیار کیا ہے جس سے باوجود ابہام کے حقیقت کا چہرہ بالکل بے نقاب ہو جاتا ہے:

﴿ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ ﴾ [العنکبوت:۴۳]

(انہیں صرف عقل مند ہی سمجھتے ہیں)

ارشاد و ہدایت کا بین الملّی مرکز

سفرِ حج درحقیقت انسانی ترقیوں کے تمام مراحل کا مجموعہ ہے۔ اس کے ذریعہ انسان تجارت بھی کر سکتا ہے' علمی تحقیقات بھی کر سکتا ہے۔ جغرافیہ اور سیاحتِ علمیہ کے فوائد بھی حاصل کر سکتا ہے' مختلف قوموں کے تمدن و تہذیب سے آشنا بھی ہو سکتا ہے۔ ان میں باہم ارتباط و علائق بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اشاعتِ مذہب و تبلیغ حق و معروف کا فرض بھی انجام دے سکتا ہے۔ سب سے آخر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام

عالم کی اصلاح وہدایت وانسدادِ مظالم وفتن وقلع قمعِ کفار ومفسدین واعلان جہاد فی سبیل الحق والعدالت کے لیے بھی وہ ایک بین الملی مرکز ومجمعِ عمومِ اہلِ ارض کا حکم رکھتا ہے۔

امّتِ مسلمہ کی قومیت

ترقیوں کا سنگِ بنیاد

لیکن ان تمام چیزوں سے مقدم اوران تمام ترقیوں کا سنگِ بنیاد ایک خاص امتِ مسلمہ اور حزب اللہ کا پیدا کرنا اوراس کا استحکام ونشو ونما تھا۔

حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے حج کا مقصداولین اسی کوقرار دیا تھا:

﴿ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴾ [البقرة:۱۲۸]

اے پروردگار! (اپنے فضل وکرم سے) ہمیں ایسی توفیق دے کہ ہم سچے مسلم (یعنی تیرے حکموں کے فرماں بردار) ہو جائیں اور ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی امت پیدا کردے جو تیرے حکموں کی فرماں بردار ہو۔ پروردگار! ہمیں ہماری عبادت کے (سچے) طور طریقے بتلادے اور ہمارے قصوروں سے درگزر کر بلاشبہ تیری ہی ذات ہے جو رحمت سے درگزر کرنے والی ہے اور جس کی رحیمانہ درگزری کی کوئی انتہا نہیں۔

آب وہوا کا اثر

لیکن جس قالب میں قومیت کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے اس میں دوقوتیں نہایت شدت اور وسعت کے ساتھ عمل کرتی ہیں۔ آب وہوا اور مذہب۔ آب و ہوا اور جغرافیانہ حدودِ طبیعیہ اگر چہ قومیت کے تمام اجزاء کا نہایت وسعت کے ساتھ احاطہ کر لیتے ہیں لیکن ان کے حلقۂ اثر میں کوئی دوسری قوم نہیں داخل ہوسکتی۔

مذہب کا حلقۂ اثر

یورپ اور ہندوستان کی قدیم قومیت نے صرف ایک محدود حصہ دنیا میں نشو ونما پائی ہے اور آب وہوا کے اثر نے ان کو دنیا کی تمام قوموں سے بالکل الگ تھلگ کر دیا ہے لیکن مذہب کا حلقۂ اثر نہایت وسیع ہوتا ہے۔ وہ ایک محدود قطعۂ زمین میں اپنا عمل نہیں کرتا' بلکہ دنیا کے ہر حصے کو اپنی آغوش میں جگہ دیتا ہے۔ کرۂ آب وہوا کا طوفان خیز تصادم اپنے ساحل پر کسی غیر قوم کو آنے نہیں دیتا۔ مگر مذہب کا ابر کرم اپنے سائے میں تمام دنیا کو لے لیتا ہے۔

عظیم الشان قومیت کا مایۂ خمیر

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس عظیم الشان قوم کا خاکہ تیار کر رہے تھے اس کا مایہ خمیر صرف مذہب تھا اور اس کی روحانی ترکیب' عنصرِ آب وہوا کی آمیزش سے بالکل بے نیاز تھی۔ جماعت قائم ہو کر اگرچہ ایک محسوس مادی شکل میں نظر آتی ہے' لیکن درحقیقت اس کا نظام ترکیبی بالکل روحانی طریقہ پر مرتب ہوتا ہے' جس کو صرف جذبات وخیالات' بلکہ عام معنوں میں صرف قوائے دماغیہ کا اتحاد واشتراک ترتیب دیتا ہے۔

رابطۂ اتحادِ مذہبی کا استحکام

اس بناء پر اس قوم کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مذہبی رابطۂ اتحاد کے سر رشتہ کو مستحکم کیا:

﴿ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾[البقرة: ۱۳۱،۱۳۲]

جب کہ ابراہیم علیہ السلام سے اس کے پروردگار نے کہا کہ صرف ہماری ہی فرماں برداری کرو تو انھوں نے جواب دیا کہ میں مسلم ہوا

پروردگارِ عالم کے لیے اور پھر اسی طریقۂ اسلامی کی انھوں نے اور یعقوب (علیہ السلام) نے اپنی نسل کو وصیت کی اور کہا اللہ نے تمہارے لیے ایک نہایت برگزیدہ دین منتخب کر دیا ہے۔ تم اس پر عمر بھر قائم رہنا اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔

قومیتِ جدیدہ کی نشأۃِ اولیٰ

ظہور و تکمیل کا مقدّس آشیانہ

لیکن جماعت عموماً اپنے مجموعہ عقائد کو مجسم طور پر دنیا کی فضائے بسیط میں دیکھنا چاہتی ہے اور اس کے ذریعہ اپنی قومیت کے قدیم عہد مودت کو تازہ کرتی ہے۔ اس لیے انھوں نے اس جدید النشئت قومیت کے ظہور و تکمیل کے لیے ایک نہایت مقدس اور وسیع آشیانہ تیار کیا:

﴿ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ [البقرۃ:۱۲۷]

جب ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی بنیاد ڈال رہے تھے تو یہ دعاء ان کی زبانوں پر تھی: یا اللہ! ہماری اس خدمت کو قبول کر لے تو دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا جاننے والا ہے۔

روحانی جماعت کا قالب

یہ صرف اینٹ اور پتھر کا گھر نہ تھا بلکہ ایک روحانی جماعت کے قالب کا آب و گل تھا۔ اس لیے جب وہ تیار ہو گیا تو انھوں نے اس جماعت کے پیدا ہونے کی دعاء کی:

﴿ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ﴾

[البقرۃ:۱۲۸]

وصیتِ ابراہیمی علیہ السلام

اب یہ قوم پیدا ہوگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آخری وصیت کے ذریعہ اس روحانی سررشتہ حیات کو اس کے حوالے کر دیا:

﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

[البقرۃ: ۱۳۲]

اور ابراہیم علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام دونوں نے اس روحانی طریقۂ نشو ونما کی اپنے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اللہ نے تمہارے لیے ایک برگزیدہ دین منتخب فرما دیا ہے۔ تم اس پر مرتے دم تک قائم رہنا۔

وصیت حضرت یعقوب علیہ السلام

﴿اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾

[البقرۃ: ۱۳۳]

اور پھر کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام کے سر پر موت آ کھڑی ہوئی اور اس آخری وقت میں انھوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا: میرے بعد کس چیز کی پوجا کرو گے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم تیرے اور تیرے مقدس باپ ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق علیہم السلام کے خدائے واحد و یکتا کی عبادت کریں گے اور ہم اسی کے فرمانبردار بندے ہیں۔

آثارِ قائمہ وثابتہ امّتِ مسلمہ

مقدس یادگاروں کا ذخیرہ

اب اگر چہ یہ جماعت دنیا میں موجود نہ تھی اور اس کے آثار صالحہ کو زمانے نے بے اثر کر دیا تھا:

﴿ تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ ج لَھَا مَا کَسَبَتْ وَ لَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ ج ﴾

[البقرۃ: ۱۴۱]

وہ قوم گزر گئی' اس نے جو کام کیے اس کے نتائج اس کے لیے تھے اور تم جو کچھ کرو گے اس کے نتائج تمہارے لیے ہوں گے۔

لیکن اس کی تربیت ونشو ونما کا عہد قدیم اب تک دستبرد زمانہ سے بچا ہوا تھا' اور اپنی آغوش میں مقدس یادگاروں کا ایک وسیع ذخیرہ رکھتا تھا۔ اس کے اندر اب تک آبِ زمزم لہریں لے رہا تھا۔ صفا ومروہ کی چوٹیوں کی گردنیں اب تک بلند تھیں۔ مذبح اسماعیل علیہ السلام اب تک مذہب کے گرم خون سے رنگین تھا۔ حجر اسود اب تک بوسہ گاہِ خلق تھا۔ مشاعرِ ابراہیم علیہ السلام اب تک قائم تھے' عرفات کے حدود میں اب تک کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تھی۔

دعائے تجدید ونفخ روحی

غرض کہ اس کے اندر اللہ کے سوا سب کچھ تھا اور صرف اس کے جمالِ جہاں آراء کی کمی تھی۔ اس لیے اس کی تجدید ونفخ روح کے لیے ایک مدت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کا سب سے آخری نتیجہ ظاہر ہوا۔ انھوں نے کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھتے ہوئے دعاء کی تھی:

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ

الْحَكِيمُ ﴾ [البقرة: ۱۱۹]

یاالٰہی! ان کے درمیان ان ہی لوگوں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ وہ ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس کا تزکیہ کر دے' تو بڑا صاحبِ اختیار اور صاحبِ حکمت ہے۔

ظہورِ رحمۃ للعالمین ﷺ

چنانچہ اس کا ظہور وجودِ مقدس حضرت رحمۃ للعالمین و ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی صورت میں ہوا جو ٹھیک ٹھیک اس دعا کا پیکر و ممثل تھا:

﴿ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ق ﴾ [الجمعة: ٢]

وہ اللہ جس نے ایک غیر متمدن قوم میں سے اپنا ایک رسول پیدا کیا' جو اللہ کی آیات ان کو سناتا ہے' ان کے نفس کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

تربیت یافتہ جماعت

پس انھوں نے جو قوم پیدا کر دی تھی' اسی کے اندر سے ایک پیغمبر اٹھا اس نے اس گھر میں سب سے پہلے اللہ کو ڈھونڈھنا شروع کیا' لیکن وہ اینٹ پتھر کے ڈھیر میں بالکل چھپ گیا تھا۔ فتح مکہ نے اس انبار کو ہٹا دیا تو اللہ کے نور سے قندیلِ حرم پھر روشن ہوگئی۔ وہ قوم جس کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء فرمائی تھی' اس پیغمبر کے فیضِ صحبت سے بالکل مزکی و تربیت یافتہ ہوگئی تھی۔

تجدید و احیائے مذہب

اب ایک مرکز پر جمع کر کے اس کے مذہبی جذبات کو صرف جلا دینا باقی تھا۔

چنانچہ اس کو خانہ کعبہ کے اندر لا کر کھڑا کر دیا گیا اور اس کی مقدس و قدیم مذہبی یادگاروں کی تجدید و احیاء سے اس کے مذہبی جذبات کو بالکل پختہ و مستحکم کر دیا۔

سعی صفا و مروہ

کبھی ان سے کہا گیا:

﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ ﴾ [البقرة:۱۵۸]

صفا و مروہ اللہ کی قائم کی ہوئی یادگاریں ہیں، پس جو لوگ حج یا عمرہ کرتے ہیں، ان پر ان دونوں کے درمیان طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مشعر الحرام کی یاد

کبھی ان کو مشعرِ حرام کی یاد دلائی گئی:

﴿ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ ﴾ [البقرة:۱۹۸]

جب عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے نزدیک اللہ کی یاد کرو۔

خانہ کعبہ کی قدیم ترین یادگار

خانہ کعبہ خود دنیا کی سب سے قدیم یادگار تھی، لیکن اس کی ایک ایک یادگار کو نمایاں تر کیا گیا:

﴿ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ ﴾ [آل عمران:۹۷]

اس میں بہت سی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، من جملہ ان کے ایک نشانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔

نقشِ پا سجدہ گاہِ خلق

لیکن جو لوگ اللہ کی راہ میں ثابت قدم رہے' ان کے نقشِ پا سجدہ گاہِ خلق ہونے کے مستحق تھے۔اس لیے حکم دیا گیا:

﴿ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ﴾ [البقرة:۱۲۵]

اور ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو اپنا مصلیٰ بنالو۔

مادی اور روحانی یادگاریں

مادی یادگاروں کی زیارت صرف سیر و تفریح کے لیے کی جاتی ہے لیکن روحانی یادگاروں سے صرف دل کی آنکھیں ہی بصیرت حاصل کرسکتی ہیں۔اس لیے ان کے ادب و احترام کو اتقا و تبصر کی دلیل قرار دیا:

﴿ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴾ [الحج:۳۲]

اور جو لوگ اللہ کی قائم کی ہوئی یادگاروں کی تعظیم کرتے ہیں تو یہ تعظیم ان کے دلوں کی پرہیز گاری پر دلالت کرتی ہے:

﴿ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌلَّه' عِنْدَ رَبِّهٖط ﴾[الحج:۳۰]

اور جو شخص اللہ کی قرار کی ہوئی قابلِ ادب چیزوں کا احترام کرتا ہے تو اللہ کے نزدیک اس کا نتیجہ اس کے حق میں بہتر ہے۔

روحانی اثر و نفوذ

آنحضرت ﷺ ان مقدس یادگاروں کے روحانی اثر و نفوذ کو دلوں میں جذب کرادینا چاہتے تھے' اس لیے خاص طور پر لوگوں کو ان کی طرف متوجہ فرماتے رہتے تھے:

عِنْدَه' مَشَاعِرِ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ ۔

خوب غور سے دیکھو اور بصیرت حاصل کرو' کیوں کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہیں۔

اعلان تکمیلِ دین

فراموش کردہ روشِ ملتِ ابراہیمی علیہ السلام

جب اسلام نے اس جدید النشاۃ قوم کے وجود کی تکمیل کر دی اور خانہ کعبہ کی ان مقدس یادگاروں کی روحانیت نے اس کی قومیت کے شیرازہ کو مستحکم کر دیا تو پھر ملتِ ابراہیمی کی فراموش کردہ روش دکھادی گئی:

﴿ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًاؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

[آل عمران:۹۵]

پس ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ کی پیروی کرو جو صرف ایک اللہ کے ہو رہے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

تکمیلِ دین اور استحکام

اب تمام عرب نے ایک خطِ مستقیم کو اپنا مرکز بنالیا' اور قدیم خطوطِ منحنہ حرفِ غلط کی طرح مٹا دیئے گئے۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا تو اس کے بعد ربِّ ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کا سب سے بڑا احسان پورا ہو گیا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًاؕ ﴾ [المآئدة:۳]

آج میں نے تمہارے اس دین کو کامل کر دیا جس نے تم کو ایک قومیت کے رشتے میں منسلک کر دیا ہے اور اپنے تمام احسانات تم پر پورے کر دیئے اور تمہارے لیے صرف ایک دینِ اسلام ہی کو منتخب کیا۔

تاریخِ فرضیتِ حج کا ایک لمحۂ فکریہ

(دعوتِ ابراہیمی کی صدائے بازگشت)

دعوتِ عام

اہلِ عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مجموعہ تعلیمِ ہدایت کو بالکل بھلا دیا تھا، لیکن انھوں نے خانہ کعبہ کے کنگرے پر چڑھ کر تمام دنیا کو جو دعوتِ عام دی تھی اس کی صدائے بازگشت اب تک عرب کے در و دیوار سے آ رہی تھی:

﴿ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴾ [الحج: ۲۶۔۲۷]

اور جب ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ایک معبد قرار دیا اور حکم دیا کہ ہماری قدوسیت و جبروت میں اور کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اور اس گھر کا طواف کرنے والوں اور قیام اور رکوع کرنے والوں کے لیے ہمیشہ پاک و مقدس رکھنا۔ نیز ہم نے حکم دیا کہ دنیا میں حج کی پکار بلند کرو۔ لوگ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔ ان میں پیادہ پا بھی ہوں گے اور وہ بھی جنھوں نے مختلف قسم کی سواریوں پر دور دراز مقامات سے قطع مسافت کی ہو گی۔

✡✡✡✡✡

بدعاتِ جاہلیت

سنّتِ ابراہیمی کی صورت اور حقیقت

لیکن سچ کے ساتھ جب جھوٹ مل جاتا ہے تو وہ اور بھی خطرناک ہو جاتا ہے۔ اہلِ عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنتِ قدیمہ کو اب تک زندہ رکھا تھا، لیکن بدعات واختراعات کی آمیزش نے اصل حقیقت کو بالکل گم کر دیا تھا۔

تین سو ساٹھ بتوں کا مرکز

❶ اللہ نے اپنے گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قیام کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔﴿ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا ﴾لیکن اب اللہ کا یہ گھر تین سو ساٹھ بتوں کا مرکز بن گیا تھا اور ان کا طواف کیا جاتا تھا۔

فخر وغرور کا ترانہ گاہ

❷ اللہ نے حج کا مقصد یہ قرار دیا تھا کہ دنیوی فوائد کے ساتھ اللہ کا ذکر قائم کیا جائے، لیکن اب صرف آباؤ اجداد کے کارنامہ ہائے فخر وغرور کے ترانے گائے جاتے تھے۔

قریش کے مخصوص امتیازات

❸ حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تھا۔ اسی لیے تمام عرب بلکہ دنیا کو اس کی دعوتِ عام دی گئی اور سب کو وضع ولباس میں متحد کر دیا گیا۔ لیکن قریش کے غرور وفضیلت نے اپنے لیے بعض خاص امتیازات قائم کر لیے تھے جو اصولِ مساوات کے بالکل منافی تھے۔ مثلاً تمام عرب عرفات کے میدان میں قیام کرتا تھا، لیکن قریش مزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم متولیانِ حرم، حرم کے باہر نہیں جا سکتے۔ جس طرح آج کل کے امرائے فسق

ووالیان ریاست' عام مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں آ کر بیٹھنے اور دوش بدوش کھڑے ہونے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

برہنہ طواف

④ قریش کے سوا عرب کے تمام مرد وزن برہنہ طواف کرتے تھے۔ سترِ عورت کے ساتھ وہی لوگ طواف کر سکتے تھے جن کو قریش کی طرف سے کپڑا ملتا تھا' اور قریش نے اس کو بھی اپنی اظہارِ سیادت کا ایک ذریعہ بنالیا تھا۔

عمرہ سخت گناہ متصور ہونا

⑤ عمرہ گویا حج کا ایک مقدمہ یا جزو تھا' لیکن اہلِ عرب ایامِ حج میں عمرہ کو سخت گناہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے جب حاجیوں کی سواریوں کی پشت کے زخم اچھے ہو جائیں اور صفر کا مہینہ گذر جائے تب عمرہ جائز ہوسکتا ہے۔

یہودی رہبانیت کا گہوارہ

⑥ حج کے تمام اجزاء وارکان میں یہودیانہ رہبانیت کا عالمگیر مرض ساری ہو گیا تھا۔ اپنے گھر سے پا پیادہ حج کرنے کی منت ماننا' جب تک حج ادا نہ ہو جائے خاموش رہنا' قربانی کے اونٹوں پر کسی حال میں سوار نہ ہونا' ناک میں نکیل ڈال کر جانوروں کی طرح خانہ کعبہ کا طواف کرنا' زمانہ حج میں گھر کے اندر دروازے کی راہ سے نہ گھسنا بلکہ پچھواڑے کی طرف سے دیوار پھاند کے آنا' در و دیوار پر قربانی کے جانور کے خون کا چھاپہ لگانا' عرب کا عام شعار ہو گیا تھا۔

۞۞۞۞۞۞
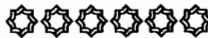
ظہورِ اسلام وتزکیۂ حج

دینِ ابراہیمی علیہ السلام کی تکمیل

اسلام درحقیقت دین ابراہیمی علیہ السلام کی حقیقت کی تکمیل تھی۔ اس لیے وہ ابتداء ہی سے اس حقیقتِ گم شدہ کی تجدید واحیاء میں مصروف ہو گیا' جس کا قالب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں نے تیار کیا تھا۔

ارکانِ اسلام کی ہیئتِ مجموعی

اسلام کا مجموعہ عقائد وعبادات صرف توحید' نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج سے مرکب ہے لیکن ان تمام ارکان میں حج ہی ایک ایسا رکن ہے جس سے اس تمام مجموعہ کی ہیئت ترکیبی مکمل ہوتی ہے اور یہ تمام ارکان اس کے اندر جمع ہو گئے ہیں۔

اسلام، معلق بہ کعبہ

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو صرف کعبہ ہی کے ساتھ معلق کر دیا:

﴿ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ ز وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ [النمل: ۹۱]

مجھ کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے اللہ کی عبادت کروں جس نے اس کو عزت دی۔ سب کچھ اسی اللہ کا ہے' اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کا فرمانبردار مسلم ہو جاؤں۔

حج اور اسلام، لازم وملزوم

اور یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر موقع پر حج کے ساتھ اسلام کا ذکر بطور

لازم وملزوم کے کیا:

﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴾ [الحج:۳۴]

اور ہر ایک امت کے لیے ہم نے قربانی قرار دی تھی تا کہ اللہ نے ان کو جو چار پائے بخشے ہیں ان کی قربانی کے وقت اللہ کا نام لیں، پس تم سب کا رب ایک ہی ہے۔ اسی کے تم سب فرمانبردار بن جاؤ اور اللہ کے خاکسار بندوں کو حج کے ذریعہ دینِ حق کی بشارت دو۔

۞۞۞۞۞۞
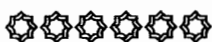
آزمائشِ ابراہیم علیہ السلام

اللہ کا فطری معاہدہ

اسلام اللہ کا ایک فطری معاہدہ تھا، جس کو انسان کی ظالمانہ عہد شکنی نے بالکل چاک چاک کر دیا تھا۔ اس لیے اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناخلف اولاد کو روزِ اول ہی سے اس کے ثمرات سے محروم کر دیا:

﴿ وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ط قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ط قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴾ [البقرة:۱۲۴]

جب اللہ نے چند احکام کے ذریعہ ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا اور وہ اللہ کے امتحان میں پورے اترے تو رب نے کہا کہ اب میں تمہیں دنیا کی امامت اور خلافت عطا کرتا ہوں۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اور میری اولاد کو بھی۔ ارشاد ہوا کہ ہاں مگر اس قول وقرار میں ظالم لوگ داخل

نہیں ہو سکتے۔

آزمائش کے اوّلین اجزاء

اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن کلمات کے ذریعہ آزمایا اور جن کی بنا پر انھیں دنیا کی امامت عطا ہوئی وہ اسلام کے اجزاءِ اولین یعنی توحیدِ الٰہی، قربانی نفس وجذبات، صلوٰۃِ الٰہی کا قیام اور معرفتِ دینِ فطری کے امتحانات تھے۔ اگرچہ ان کی اولاد میں سے چند ناخلف لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا اور اس موروثی عہدے سے محروم ہو گئے۔ ﴿قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾

امّتِ مسلمہ

لیکن ابراہیم علیہ السلام کی ذات کے اندر ایک دوسری امت بھی چھپی ہوئی تھی جس کے لیے خود انھوں نے اللہ سے دعا کی تھی:

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا﴾ [النحل:۱۲۰]

حضرت ابراہیم علیہ السلام گو بظاہر ایک فردِ واحد تھے، مگر ان کی فعالیت روحانیہ الٰہیہ کے اندر ایک پوری قومِ قانت ومسلم پوشیدہ تھی۔

✿✿✿✿✿

اجزاءِ حج کے ترکیبی مرکبات

رسولِ مزکّی وموعودہ ﷺ کا ظہور

اب اس امتِ مسلمہ کے ظہور کا وقت آ گیا اور وہ رسولِ مزکی وموعودہ غارِ حرا کے تاریک گوشوں سے نکل کر منظرِ عام پر نمودار ہوا، تاکہ اس نے خود اس اندھیرے میں جو روشنی دیکھی ہے وہ روشنی تمام دنیا کو دکھلا دے:

﴿ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ﴾ [البقرة:۲۵۷]

وہ پیغمبر ؑ ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے؛

﴿ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴾ [المآئدة:۱۵]

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور ہدایت اور ایک کھلی ہدایتیں دینے والی کتاب آئی۔

موروثی گھر کی واگزاری

وہ منظرِ عام پر آیا تو سب سے پہلے اپنے باپ کے موروثی گھر کو ظالموں کے ہاتھ سے واپس لینا چاہا' لیکن اس کے لیے حضرت ابراہیم ؑ ہی کی طرح بتدریج چند روحانی مراحل سے گزرنا ضروری تھا۔ چنانچہ اس نے ان مرحلوں سے گذرنا شروع کیا۔

توحید کا غلغلہ

اس نے غارِ حرا سے نکلنے کے ساتھ ہی توحید کا غلغلہ بلند کیا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم ؑ سے جو عہد لیا تھا اس کی پہلی شرط یہی تھی:

﴿ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَيْئًا ﴾ [الحج:۲۶]

تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔

صفِ نماز

پھر اس نے صفِ نماز قائم کی کہ یہ گھر صرف اللہ ہی کے آگے سر جھکانے والوں کے لیے بنایا گیا تھا:

﴿ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴾ [البقرة:۱۲۵]

طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور

سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو پاک صاف رکھا کرو۔

روزے کی تعلیم

اس نے روزے کی تعلیم دی کہ وہ شرائطِ حج کا جامع و مکمل تھا:

﴿ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط﴾ [البقرۃ:۱۹۷]

جس شخص نے ان مہینوں میں حج کا عزم کرلیا تو اس کو ہر قسم کی نفس پرستی اور بدکاری جھگڑے تکرار سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔

روزے کی حقیقت

اور روزہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ انسان کو غیبت' بہتان' فسق و فجور' مخاصمت و تنازعت اور نفس پرستی سے روکتا ہے' جیسا کہ احکامِ صیام میں فرمایا:

﴿ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ ج وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ ط﴾ [البقرۃ:۱۸۷]

پھر رات تک روزہ پورا کرو' اور روزہ کی حالت میں عورتوں کے نزدیک نہ جاؤ اور اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو شب کو بھی ان سے الگ رہو۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

اس نے زکوٰۃ بھی فرض کردی کہ وہ بھی حج کا ایک اہم مقصد تھا:

﴿ فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴾ [الحج:۲۸]

قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور فقیروں اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔

فتح مکہ کی غرض وغایت

امتِ مسلمہ کا منظرِ عام پر نمایاں کرنا

اس طرح جب اس امتِ مسلمہ کا روحانی خاکہ تیار ہو گیا تو اس نے اپنی طرح ان کو بھی منظرِ عام پر نمایاں کرنا چاہا۔ اس غرض سے اس نے عمرہ کی تیاری کی اور ۱۴۔۱۵ سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوا کہ پہلی بار اپنے آبائی گھر کو حسرت آلود نگاہوں سے دیکھ کر چلے آئیں۔ لیکن یہ کاروانِ ہدایت راستے ہی میں بہ مقام حدیبیہ روک دیا گیا۔ دوسرے سال حسبِ شرائطِ صلح زیارتِ کعبہ کی اجازت ملی' اور آپ ﷺ مکہ ہی میں ہمیں قیام کر کے چلے آئے۔ اب اس مصالحت نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کر دیئے تھے۔ صرف خانہ کعبہ میں پتھروں کا ایک ڈھیر رہ گیا تھا' اسے بھی فتح مکہ نے ہموار کر دیا:

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکة یوم الفتح وحول البیت ستون وثلثمائة نصب فجعل یطنعها بعود فی یده ویقول ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط﴾ (صحیحین)

آنحضرت ﷺ فتح مکہ کے دن جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے گرد تین سو ساٹھ بت نظر آئے۔ آپ ﷺ ان کو ایک لکڑی کے ذریعہ ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ (یعنی حق اپنے مرکز پر آ گیا اور باطل نے اس کے سامنے ٹھوکر کھائی۔ باطل پامال ہونے ہی کے قابل تھا۔

اعادہ دعوتِ عام

اب میدان بالکل صاف تھا۔ راستے میں ایک کنکری بھی سنگِ راہ نہیں ہو سکتی تھی۔ باپ نے گھر کو جس حال میں چھوڑا تھا' بیٹے نے اسی حالت میں اس پر قبضہ کر

لیا۔ تمام عرب نے فتح مکہ کو اسلام و کفر کا معیارِ صداقت قرار دیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اب وقت آ گیا تھا کہ دنیا کو اس جدید النشاۃ امتِ مسلمہ کے قالبِ روحانی کا منظر عام طور پر دکھا دیا جاتا۔ اس لیے دوبارہ اسی دعوتِ عامہ کا اعادہ کیا گیا۔ جس کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام عالم میں ایک غلغلۂ عام ڈال دیا تھا مگر اس قوت کا فعل میں آنا ظہور نبی امّی ﷺ پر موقوف تھا:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ط﴾

[آل عمران:۹۷]

جو لوگ مالی اور جسمانی حالت کے لحاظ سے حج کی استطاعت رکھتے ہیں، ان پر اب حج فرض کر دیا گیا۔

✿✿✿✿✿

تکمیلِ حج کا اعلانِ عام

بدعات واختراعات کا ترک

اس صدا پر تمام عرب نے لبیک کہا اور آپ ﷺ کے گرد ۱۳۔۱۴ ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ عرب نے ارکانِ حج میں بدعات واختراعات کا جو رنگ لگا دیا تھا وہ ایک ایک کر کے چھوڑ دیا گیا۔ آباء واجداد کے کارناموں کی بجائے اللہ کی توحید کا غلغلہ بلند کیا گیا:

﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ط﴾ [البقرۃ:۲۰۰]

زمانہ حج میں اللہ کو اسی جوش و خروش سے یاد کرو جس طرح اپنے آباء واجداد کے کارناموں کا اعادہ کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ

سرگرمی کے ساتھ۔

قریش کے امتیاز مٹا دینا

قریش کے تمام امتیازات مٹا دیئے گئے اور تمام عرب کے ساتھ ان کو بھی عرفات کے ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا گیا:

﴿ثُمَّ اَفِیۡضُوۡا مِنۡ حَیۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ﴾ [البقرة:۱۹۹]

اور جس جگہ سے تمام لوگ روانہ ہوں تم بھی وہیں سے روانہ ہوا کرو اور فخر و غرور کی جگہ اللہ سے مغفرت مانگو' کیوں کہ اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

برہنہ طواف کی ممانعت

سب سے بدترین رسم برہنہ طواف کرنے کی تھی اور مردوں سے زیادہ حیاسوز نظارہ برہنہ عورتوں کے طواف کا ہوتا تھا لیکن ایک سال پہلے ہی سے اس کی عام ممانعت کر دی گئی:

ان اباھریرة اخبره ان ابابکر الصدیق رضی اللہ عنه بعثه فی الحج التی امره رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قبل حجة الوداع یوم النحر فی رھط یؤذن فی الناس الا لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان۔ (بخاری جزو۲ ص ۱۸۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک حج کا امیر بنایا اور انھوں نے مجھ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا' تا کہ یہ اعلان کر دیا جائے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک یا کوئی برہنہ شخص حج یا طواف نہ کر سکے گا۔

عملی تلقینِ نبوی ﷺ

زمانۂ حج میں عمرہ کرنے والوں کو فاسق و فاجر کہا جاتا تھا لیکن آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرہ ہی کا احرام باندھا اور صحابہ ؓ کو بھی عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ پاپیادہ اور خاموش حج کرنے کی ممانعت کی گئی۔ قربانی کے جانوروں پر سوار ہونے کا حکم دیا گیا۔ ناک میں رسی ڈال کر طواف کرنے سے روکا گیا۔ گھر میں دروازے سے داخل ہونے کا حکم ہوا:

﴿وَ لَیۡسَ الۡبِرُّ بِاَنۡ تَاۡتُوا الۡبُیُوۡتَ مِنۡ ظُهُوۡرِهَا وَ لٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنِ اتَّقٰی ۚ وَاۡتُوا الۡبُیُوۡتَ مِنۡ اَبۡوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴾ [البقرۃ:۱۸۹]

یہ کوئی نیکی کا کام نہیں کہ گھروں میں پچھواڑے سے آؤ۔ نیکی تو صرف اس کی ہے جس نے پرہیزگاری اختیار کی۔ پس گھروں میں دروازے ہی کی طرف سے آؤ اور اللہ سے ڈرو۔ یقین ہے کہ تم کامیاب ہو گے۔

حقیقتِ قربانی

قربانی کی حقیقت واضح کی گئی اور بتایا گیا کہ وہ صرف ایثارِ نفس و فدویت جان و روح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ اس کا گوشت یا خون رب تک نہیں پہنچتا کہ اس کے چھاپہ سے دیواروں کو رنگین کیا جائے۔ اللہ تو صرف خالص نیتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکھتا ہے:

﴿لَنۡ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوۡمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُهُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ؕ﴾ [الحج:۳۷]

اللہ تک قربانی کے جانوروں کا گوشت و خون نہیں پہنچتا، بلکہ اس تک صرف تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

یہ چھلکے اتر گئے تو خالص مغز ہی مغز باقی رہ گیا۔ اب وادیٔ مکہ میں خلوص کے دو قدیم و جدید منظر نمایاں ہو گئے۔ ایک طرف آب زمزم کی شفاف سطح لہریں لے رہی تھی، دوسری طرف ایک جدید النشاۃ قوم کا دریائے وحدت موجیں مار رہا تھا۔

اعلانِ عام و حجۃ الوداع

اسلام کا مقصدِ اعظم

لیکن دنیا اب تک اس اجتماع عظیمہ کی حقیقت سے بے خبر تھی۔ اسلام کی ۲۳ سالہ زندگی کا مد و جزر تمام عرب دیکھ چکا تھا، مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تاریخی زندگی کن نتائج پر مشتمل تھی اور مسلمانوں کی جد و جہد، فدویت، ایثارِ نفس و روح کا مقصدِ اعظم کیا تھا؟ اب اس کی توضیح کا وقت آ گیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کا سنگ بنیاد اس دعاء کو پڑھ کر رکھا تھا:

﴿ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾ [البقرۃ:۱۲۶]

جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ پروردگار! اس شہر کو امن کا شہر بنا اور اس کے باشندے اگر اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان لائیں تو ان کو ہر قسم کے ثمرات و نعائم عطا فرما۔

دنیا کی حالت بوقتِ دعاء

جس وقت انھوں نے یہ دعاء کی تھی تمام دنیا فتنہ و فساد کا گہوارہ بن رہی تھی۔ دنیا کا امن و امان اٹھ گیا تھا۔ اطمینان و سکون کی نیند آنکھوں سے اڑ گئی تھی۔ دنیا کی

عزت و آبرو معرضِ خطر میں تھی' جان و مال کا تحفظ ناممکن ہو گیا تھا' کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کر دیئے گئے تھے۔ عدالت کا گھر ویران' حریتِ انسانیہ مفقود اور نیکی کی مظلومیت انتہائی حد تک پہنچ چکی تھی۔ کرۂ ارضی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو ظلم و کفر کی تاریکی سے ظلمت کدہ نہ ہو۔

دنیا سے کنارہ کشی

اس لیے انھوں نے آباد دنیا کے ناپاک حصوں سے کنارہ کش ہو کر ایک وادی غیر ذی زرع میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ایک دارالامن بنایا اور تمام دنیا کو صلح و اسلام کی دعوتِ عام دی۔

گم شدہ حق کی واپسی

اب ان کی صالح اولاد سے یہ دارالامن بھی چھین لیا گیا تھا' اس لیے اس کی واپسی کے لیے پورے دس سال تک اس کے فرزند نے بھی باپ کی طرح میدان میں ڈیرہ ڈالا۔ فتح مکہ نے جب اس کا مأمن و ملجا واپس دلا دیا تو وہ اس میں داخل ہوا کہ باپ کی طرح تمام دنیا کو گم شدہ حق کی واپسی کی بشارت دے۔ چنانچہ وہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلا اور تمام دنیا کو مژدہ امن و عدالت سنایا۔

خطبہ حجۃ الوداع

ان دماءکم واموالکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا. الا ان کل شیء من امر الجاهلیة تحت قدمی موضوع ودماء الجاهلیة موضوعة واول دم اضعه دماء نا دم ابن ربیعة وربٰوا الجاهلیة موضوع واول ربا اضع ربانا ربا عباس ابن عبدالمطلب.

اللھم اشھد اللھم اشھد اللھم اشھد.

(ابو داو‘د جلد ۱ ص ۲۶ کتاب الحج)

’’جس طرح تم آج کے دن کی‘ اس مہینہ کی‘ اس شہر مقدس میں حرمت کرتے ہو‘اسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے۔ اچھی طرح سن لو کہ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل ڈالتا ہوں‘ بالخصوص زمانہ جاہلیت کے انتقام اور خون بہا لینے کی رسم تو بالکل مٹا دی جاتی ہے۔ میں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خون کے انتقام سے دست بردار ہوتا ہوں۔ جاہلیت کی سود خوری کا طریقہ بھی مٹا دیا جاتا ہے اور سب سے پہلے خود میں اپنے چچا عباس ابن عبدالمطلب کے سود کو چھوڑتا ہوں۔ پروردگار! تو گواہ رہنا! پروردگار! تو گواہ رہنا! پروردگار تو گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا۔‘‘

کامیابی کی آخری بشارت

اب حق پھر پھرا کے پھر اپنے اصلی مرکز پر آ گیا‘ اور باپ نے دنیا کی ہدایت وارشاد کے لیے جس نقطہ سے پہلا قدم اٹھایا تھا‘ بیٹے کے روحانی سفر کی وہ آخری منزل ہوئی اور اسی نقطے پر پہنچ کر اسلام کی تکمیل ہوگئی‘ وہ اس لیے کہ اس نے تمام دنیا کو مژدۂ امن سنایا تھا‘ آسمانی فرشتے نے بھی اس کو کامیابی مقصد کی سب سے آخری بشارت دے دی:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ﴾ [المآئدۃ:۳]

آج کے دن میں نے تمہارے دین کو بالکل مکمل کر دیا اور تم پر اپنے تمام احسانات پورے کر دیئے اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو ایک برگزیدہ دین منتخب کیا۔

حج مختلف یادگاروں کا مجموعہ ہے

یادگارِ ابراہیم علیہ السلام

عباداتِ اسلامیہ میں حج مختلف یادگاروں کا مجموعہ ہے۔ وہ جس گھر میں ادا کیا جاتا ہے' اللہ کے سب سے برگزیدہ بندے کے ہاتھ کی قائم کی ہوئی یادگار ہے:

﴿ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ [البقرۃ:۱۲۷]

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی دیواریں چن رہے تھے تو اس وقت یہ دعاء ان کی زبانوں پر تھی کہ یا الٰہی! ہمارے اس عمل کو قبول کر' تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

بیت اللہ

بلکہ دنیا کی مذہبی یادگاروں میں سب سے قدیم یادگار وہی ہے:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۚ ﴾ [آل عمران:۹٦]

پہلا گھر جو انسان کی پرستش گاہ بنایا گیا' وہی گھر ہے جو مکہ میں تمام دنیا کی برکت و ہدایت کے لیے تعمیر کیا گیا۔

✿✿✿✿✿

مقام ابراہیم علیہ السلام

ان بندوں نے اللہ کی وحدانیت کی ایک زندہ رہنے والی یادگار قائم کی تھی۔ اللہ نے بھی اس میں ان کی یادگار قائم کر دی:

﴿فِيهِ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ مَّقَامُ إِبْرَٰهِيمَ ﴾ [آل عمران:۹۷]

اس گھر میں مقام ابراہیم علیہ السلام ایک نمایاں یادگارِ مقدس ہے۔

صفا و مروہ

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اس سراسیمگی کا منظر تازہ کرتا ہے، جب وہ پانی کی جستجو اور بچے کی محبت میں پریشان حال تھیں۔

چاہِ زمزم

چاہِ زمزم قدرتِ الٰہی کی ایک کرشمہ سازی کی یاد دلاتا ہے، جس نے وادی غیر ذی زرع (بنجر اور خشک سرزمین) میں اللہ کی رحمت کے دبے ہوئے چشمے کا منہ کھول دیا تھا۔

قربانی

قربانی حقیقتِ اسلامیہ کی جان فروشی اور فدویت کے سرِّ روحانی کو محسوس و ممثل دکھاتی ہے، جس نے حضرت خلیل اور ذبیح علیہما السلام کے اندر سے ظہور کیا تھا۔

رَمیِ جمار

رمی جماران بہیمی و ابلیسی قوتوں سے دنیا کو روکتا ہے جو اس پاک مقصد کی تکمیل میں سنگِ راہ ہو رہے تھے۔

اعمال واحکام اور حدود وشرائطِ حج

احرام اور حرمتِ شکار

حج اور عمرہ کے لیے احرام باندھنے کے بعد اس وقت تک شکار جائز نہیں، جب تک حج یا عمرہ ادا نہ ہو جائے اور احرام نہ کھول دیا جائے:

﴿غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ط﴾ [المآئدۃ:۱]

جب احرام کی حالت میں ہو شکار کرنا حلال نہ سمجھو۔

احرام کی حالت میں جو شکار سے روکا گیا ہے' اسے ہلکی بات خیال نہ کرو۔ اس میں درحقیقت اتباع اور پیروی کی آزمائش ہے' اور جو شخص جان بوجھ کر شکار کرے گا تو اسے بدلہ یا کفارہ دینا پڑے گا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ط وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا ۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ط﴾ [المآئدۃ:۹۵]

مسلمانو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار کے جانور ہلاک نہ کرو اور جو کوئی تم میں سے جان بوجھ کر مار ڈالے' تو چاہیے کہ اس کا بدلہ دے (اور بدلہ یہ ہے کہ) جیسے جانور کو مارا ہے اس کی مانند مویشیوں میں سے ایک جانور کعبہ پہنچا کر قربان کیا جائے۔ جسے تم میں سے دو منصف ٹھہرائیں' یا کفارہ دے (اور کفارہ یہ ہے کہ) مسکینوں کو (اس کی قیمت کے لحاظ سے) کھانا کھلائے یا پھر مسکینوں کی گنتی کے برابر روزے رکھے تاکہ اپنے کیے کی جزا (کا مزہ) چکھ لے۔

البتہ حالتِ احرام میں دریا اور سمندر کا شکار کھایا جا سکتا ہے۔ مثلاً وہ مچھلی

جو پانی سے الگ ہو کر تر گئی ہے' احرام کی حالت میں بھی جائز و حلال ہے:

﴿ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهُ ﴾ [المآئدة:٩٦]

سمندر اور دریا کا شکار یا کھانے کی چیزیں (جو بغیر شکار ہاتھ آ جائیں) حلال ہیں۔

ممانعتِ جنگ

احرام کی حالت میں بیوی سے خلوت' گناہ کی بات اور لڑائی جھگڑے کی ممانعت ہے:

﴿ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط ﴾ [البقرة:١٩٧]

(حج کے مہینے عام طور پر معلوم ہیں) پس جس کسی نے ان مہینوں میں حج کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا تو وہ (حج کی حالت میں ہو گیا اور) حج کی حالت میں نہ تو عورتوں کی طرف رغبت کرنا ہے' نہ فسق کی کوئی بات کرنی ہے' اور نہ لڑائی جھگڑا:

﴿ لاَ تُحِلُّوا شَعَآئِرَ اللهِ وَ لاَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلاَ الْهَدْىَ وَ لاَ الْقَلآئِدَ ﴾ [المآئدة:٢]

اللہ کے شعائر (خدا پرستی کی مقررہ نشانیوں اور آداب و رسوم کی) بے حرمتی نہ کرو اور نہ ان مہینوں کی بے حرمتی کرو جو حرمت کے مہینے ہیں اور نہ حج کی قربانی کی' نہ ان جانوروں کی جن کی گردنوں میں (بطور علامت کے) پٹے ڈال دیتے ہیں اور کعبہ پر چڑھانے کے لیے دور دور سے لائے جاتے ہیں۔

خدا پرستی کی مقدس نشانیاں جو مقرر کر دی گئی ہیں اور جو آداب و رسوم مقرر ہو چکی ہیں' ان کی بے حرمتی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی ان مہینوں کی بے حرمتی کرنی چاہیے

جو حرمت کے مہینے کہلاتے ہیں' یعنی ذی قعدہ' ذی الحج' محرم اور رجب۔ ان چار مہینوں میں حاجیوں کی آمد و رفت رہتی ہے' اس بنا پر ان میں جنگ کی ممانعت ہے' تا کہ حاجیوں کا جان و مال محفوظ رہے۔

اجازتِ جنگ

لیکن اگر دشمنوں کی طرف سے اقدامِ جنگ ہوگا تو پھر مسلمانوں کو بھی مدافعت کرنا ہوگی' جیسا کہ سورہ بقرہ میں ہے:

﴿ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ص ﴾ [البقرة:١٩٤]

پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو چاہیے کہ جس طرح کا معاملہ اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے' ویسا ہی معاملہ تم بھی اس کے ساتھ کرو۔

اہلِ مکہ نے ظلم و تعدّی سے حج کا دروازہ مسلمانوں پر بند کر دیا تھا اور اس طرح پر جو مقامِ مقدس ان کی ہدایت کا مرکز قرار پایا تھا' وہ ان کی دسترس سے باہر ہو گیا تھا اور جنگ کے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہا۔ اس لیے حکم ہوا:

﴿ وَقَاتِلُوْا الَّذِيْنَ... يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط ﴾ [البقرة:١٩٠]

اور دیکھو! جو لوگ تم سے جنگ کر رہے ہیں' چاہیے کہ اللہ کی راہ میں تم بھی ان سے لڑو (پیٹھ نہ دکھاؤ) البتہ کسی قسم کی ان پر زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔

البتہ نہ تو قربانی اور نیاز کے جانوروں کو لوٹنا چاہیے جو دور دور سے مکہ میں لائے جاتے ہیں' نہ حاجیوں اور تاجروں کو نقصان پہنچانا چاہیے جو اللہ کی عبادت کی خاطر یا کاروبارِ تجارت کی غرض سے قصد کرتے ہیں۔ کسی مقدس مقام کی طرف جانے والوں کو نقصان پہنچانا درحقیقت اس مقام کی توہین کے مترادف ہے:

﴿ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ط ﴾ [المآئدة:٢]

نیز ان لوگوں کی بھی بے حرمتی نہ کرو (یعنی ان کی راہ میں رکاوٹ نہ ڈالو

اور انھیں کسی طرح کا نقصان نہ پہنچاؤ) جو بیت الحرام یعنی کعبہ کا قصد کر کے آئے ہیں اور اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں۔

مسلمانوں کا عام دستور

مشرکینِ مکہ نے مسجدِ حرام سے مسلمانوں کو روکا تھا تو اب مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ جوشِ انتقام میں تم بھی ایسا نہ کرو کہ جو لوگ حج و زیارت کے لیے جا رہے ہوں انھیں روک دو یا ان پر حملہ کر دو:

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا﴾ [المآئدة:۲]

اور دیکھو! ایسا نہ ہو کہ ایک گروہ کی دشمنی تمھیں اس بات پر ابھار دے کہ زیادتی کرنے لگو، کیوں کہ انھوں نے مسجدِ حرام سے تمھیں روک دیا تھا۔

مسلمانوں کا دستور العمل یہ ہونا چاہیے کہ نیک کام میں تعاون اور برائی سے احتراز۔ جو لوگ دوسروں پر ظلم و تعدی کریں تو یہ برائی ہے، اس میں شامل نہ ہو۔ لیکن جو لوگ حج و زیارت کے لیے جا رہے ہیں تو یہ یقیناً بھلائی کی بات ہے، اس میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرو:

﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ﴾ [المآئدة:۲]

پرہیزگاری کی بات میں ایک دوسرے کی مدد کرو، گناہ اور ظلم کی بات میں تعاون نہ کرو۔

اس آیت میں جو قاعدہ بتایا گیا ہے وہ مسلمانوں کے تمام کاموں کے لیے ایک دستور العمل ہے۔ نیز اس سے معلوم ہو گیا کہ بت پرست بھی اگر اللہ کی تعظیم و عبادت کی کوئی بات کریں تو اس کی بے حرمتی نہیں کرنی چاہیے۔

کاروبارِ تجارت

حج ایک عبادت ہے' لیکن اس کا عبادت ہونا' دنیوی کاروبار سے فائدہ اٹھانے میں مانع نہیں۔ مال ودولت اللہ کا فضل ہے اوراس کی تلاش وجستجو حج کی بجا آوری میں رکاوٹ نہیں پیدا کرتی۔ البتہ ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ کاروبارِ دنیوی کا اس قدر انہاک ہو جائے کہ حج کے اوقات واعمال سے لاپرواہ ہو جاؤ:

﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ ط﴾

[البقرة:۱۹۸]

(اور دیکھو) اس بات میں تمہارے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں۔ اگر (اعمالِ حج کے ساتھ) تم اپنے پروردگار کے فضل کی تلاش میں رہو۔ (یعنی کاروبارِ تجارت کا بھی مشغلہ رکھو)

دین ودنیا کے معاملہ میں لوگوں کی عالمگیر گمراہی یہی رہی ہے کہ یا تو افراط میں پڑ گئے یا تفریط میں اور راہ اعتدال گم ہو کر رہ گئی۔ دنیا کا حد سے زیادہ انہماک بھی نہ ہو کہ آخرت سے یک قلم بے پرواہ ہو جاؤ اور نہ ہی آخرت کے استغراق میں اس قدر فنا ہو جاؤ کہ ترکِ دنیا اور رہبانیت کا دم بھرنے لگو۔

لیکن دینِ حق کی راہ انسان کے ہر عمل حیات کی طرح اعتدال اور توسط کی راہ ہے اور صحیح زندگی اسی کی زندگی ہے جو کہتا ہے:

﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً﴾

[البقرة:۲۰۱]

پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے۔

ازالۂ وہم پرستی

چاند کے طلوع وغروب اور اس کے گھٹنے اور بڑھنے سے مہینوں کا حساب رکھا

جاتا ہے اور موسم حج کا تعین بھی اسی سے محسوب ہوتا ہے:

﴿ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ﴾ [البقرۃ:۱۸۹]

اے پیغمبر ﷺ! لوگ تم سے (مہینوں کی) چاندراتوں کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ان سے کہہ دو' یہ انسان کے لیے وقت کا حساب ہے اور اس سے حج کے مہینہ کا تعین بھی ہوتا ہے۔

لوگوں میں بعض بے بنیاد توہم پرستیاں پھیلی ہوئی ہیں' ان میں سے بعض کواکب پرستی کی پیداوار ہیں اور بعض ستارہ پرستی اور نجوم کے عقائد کے برگ و بار اور اس کی بنا پر لوگوں نے طرح طرح کی رسمیں اختیار کر لی ہیں۔جن کی کوئی اصلیت نہیں۔جیسا کہ عربوں کی جاہلیت میں رسم تھی کہ جب حج کے مہینہ کا چاند دیکھ لیتے تو احرام باندھ لیتے اور گھروں میں نہ آتے۔اگر گھروں میں آنے کی ضرورت ہوتی تو گھروں کے دروازہ سے نہ آتے پچھواڑی پھاند کر داخل ہوتے:

﴿ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا ﴾ [البقرۃ:۱۸۹]

یہ کوئی نیکی کی بات نہیں کہ اپنے گھروں میں (دروازہ چھوڑ کر) پچھواڑے سے داخل ہو۔

مقدس زیارت گاہوں اور تیرتھوں پر جانے کے لیے لوگوں نے طرح طرح کی پابندیاں عائد کر لی ہیں۔اجر وثواب حاصل کرنے کی غرض سے اپنے آپ کو تکلیفوں اور مشقتوں میں ڈالتے ہیں۔لیکن یہ سب گمراہی کی باتیں ہیں۔نیکی کی اصلی راہ یہی ہے کہ اپنے اندر تقویٰ کی روح پیدا کی جائے:

﴿ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ [البقرۃ:۱۸۹]

نیکی تو دراصل اسی شخص کے لیے ہے جو اپنے اندر تقویٰ پیدا کرے' پس

(ان وہم پرستیوں میں مبتلا نہ ہو) گھروں میں آؤ تو دروازہ ہی کی راہ سے آؤ (پچھواڑی سے راہ نکالنے کی مصیبت میں کیوں پڑو) اللہ کی نافرمانی سے بچو تاکہ کامیاب ہو۔

میدانِ عرفات کی شرط

اعمالِ حج میں سے ایک میدانِ عرفات میں جانا' مقیم ہونا' اور پھر اتمامِ حج کے بعد وہاں سے لوٹ کر آنا' بلا امتیاز ضروری ہے لیکن باشندگانِ مکہ معظّمہ نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ حدِّ حرام تک جا کر لوٹ آتے اور خیال کرتے کہ ہم تو اسی مقام کے باشندے ہیں' ہمارے لیے حدودِ حرم سے باہر جانا کوئی ضروری نہیں۔ اصل وجہ یہ تھی کہ ان میں باشندگانِ مکہ ہونے کا غرورِ باطل سمایا ہوا تھا اور اپنے آپ کو مقدس جانتے تھے۔ نیز دنیوی کاروبار کے انہماک کی وجہ سے اعمالِ حج میں مشغولیت شاق گزرتی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ حاجی لوگ حج میں مشغول رہیں اور وہ تجارت کا فائدہ اٹھائیں:

﴿ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ط ﴾ [البقرۃ:۱۹۹]

پھر (یہ بات بھی ضروری ہے کہ) جس جگہ (تک جا کر) دوسرے لوگ انبوہ در انبوہ لوٹتے ہیں تم (اہلِ مکہ) بھی وہیں سے لوٹو اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو۔

قیامِ کعبہ کی مصلحتیں

1 اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے قیامِ امن اور اجتماع و گرد آوری کا ذریعہ بنایا ہے۔ اللہ کے علم سے بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں ہیں' جن کا حصول قیامِ کعبہ پر منحصر ہے۔ اس لیے دورانِ حج میں کعبہ اور اس کے شعائر کی حرمت قائم رکھی جائے

اوراس کے اعمال صحیح طور پر قائم رکھنے چاہئیں تا کہ حج کی بجا آوری میں کسی قسم کا فتور نہ آنے پائے:

﴿ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ﴾ [المآئدة:٩٧]

اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو حرمت کا گھر بنایا ہے' لوگوں کے لیے (امن و جمعیت کے) قیام کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ نیز حرمت کے مہینوں کو اور حج کی قربانی کو اور قربانی کے جانوروں کو جن کی گردنوں میں (علامت کے لیے) پٹے ڈال دیئے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کعبہ کی اور کعبہ کے ان تمام رسوم وآداب کی حرمت قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے:

﴿ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ [المآئدة:٩٧]

یہ اس لیے کیا گیا تا کہ تم جان لو' آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ سب کا حال جانتا ہے اور وہ ہر بات کا علم رکھنے والا ہے۔

عالمگیر سچائی

۲ معبدِ کعبہ کی تعمیر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر قرآن میں اس غرض سے کیا گیا ہے کہ اقوامِ عالم کی ہدایت کے لیے پیروانِ دعوتِ قرآنی کو چن لیا گیا ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ پہلے دعوتِ قرآن کے ظہور کی معنوی تاریخ بیان کر دی جاتی ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دین کی جو راہ اختیار کی تھی وہ صرف اللہ پر ایمان لانے اور اس کے قانونِ سعادت کی فرمانبرداری کرنے کی فطری اور عالمگیر سچائی تھی۔ قرآن بھی یہی دعوت دیتا ہے۔ یہی دینِ الٰہی ہے اور اسی لیے دینِ الٰہی کو الاسلام سے تعبیر کیا گیا جس کے معنی اطاعت وگردن نہادن کے ہیں۔ یعنی ہر طرح کی نسبتوں

سے کنارہ کش ہو کر صرف اطاعت حق اور اللہ واحد کی اطاعت کی دعوت دینا۔ کون ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ سے روگردانی اختیار کرسکتا ہے؟

نیک ترین امت اور مرکزِ ہدایت

۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اقوامِ عالم کی امامت اور پیشوائیت کے لیے چن لیا گیا تھا۔ انھوں نے مکہ میں عبادت گاہ تعمیر کی اور امتِ مسلمہ کے ظہور کے لیے الہامی دعا مانگی۔ مشیتِ الٰہی میں اس امت کے ظہور کا ایک خاص وقت معین تھا۔ جب وہ وقت آ گیا تو پیغمبر اسلام کا ظہور ہوا اور ان کی تعلیم و تزکیہ سے موعودہ امت پیدا ہوگئی۔

اس امت کو نیک ترین امت ہونے کا نصب العین عطا کیا گیا اور اقوامِ عالم کی تعلیم و ہدایت کی دائمی تفویض ان کے ہاتھ میں دے دی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی روحانی ہدایت کے ایک دائمی مرکز و سرچشمہ کی بھی اشد ضرورت تھی۔ قدرتی طور پر ایسا مرکز سوائے کعبہ کے اور کوئی نہیں ہوسکتا تھا۔ اس لیے تحویلِ قبلہ نے اس کی مرکزیت کا اعلان کردیا:

﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط﴾ [البقرۃ:۱۴۴]

چاہیے کہ تم اپنا رخ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔

قبلہ کے تقرر میں بھی یہی حقیقت پوشیدہ تھی۔ جب تک بنی اسرائیل کا دورِ ہدایت قائم رہا' مرکزِ ہدایت' بیت المقدس تھا' عبادت کے وقت بھی اسی کی طرف رخ رہتا تھا۔ لیکن جب دعوتِ حق کا مرکز مکہ معبد قرار پا گیا تو ضروری ہوا کہ وہی قبلہ بھی قرار پا جائے اور اقوامِ عالم کے رخ بھی اسی طرف پھر جائیں:

﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ط﴾ [البقرۃ:۱۴۴]

جہاں کہیں بھی تم اور تمہارے ساتھی ہوں، ضروری ہے کہ (نماز میں) اسی طرف کو پھر جایا کرو (یعنی خانہ کعبہ کی طرف)

کعبۃ اللہ کے بنیادی اغراض ومقاصد

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عبادت گاہِ مکہ کی بنیاد رکھی تھی، تو ان کے پیشِ نظر اس کے کیا کیا اغراض و مقاصد تھے اور پھر وحی الٰہی نے کس راستہ پر گامزن ہونے کی تلقین کی:

﴿ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴾[الحج:٢٦]

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کردی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر اور میرا یہ گھر ان لوگوں کے لیے پاک رکھ جو طواف کرنے والے ہوں، عبادت میں سرگرم رہنے والے ہوں، رکوع وسجود میں جھکنے والے ہوں۔

اور پھر جب فرضیتِ حج کا اعلانِ عام کیا گیا تو اس کے بنیادی اعمال و مقاصد کیا کیا تھے اور پھر وحی الٰہی نے کس طرح ان کی راہنمائی فرمائی تھی:

﴿ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴾ [الحج:٢٧]

(اور حکم دیا تھا کہ) لوگوں میں حج کا اعلان پکار دے۔ لوگ تیرے پاس دنیا کی تمام دور دراز راہوں سے آیا کریں گے، پا پیادہ اور ہر طرح کی سواریوں پر جو (مشقتِ سفر سے) تھکی ماندی ہوں گی۔

خلاصۂ مطلب

ان سب باتوں کا خلاصۂ مطلب یہ ہے:

1. توحید الٰہی کا عقیدہ لوگوں میں پیدا کیا جائے۔
2. عبادت گزارانِ حق کے لیے معبد کی تطہیر کی جائے۔

٣ اجتماعِ حج کا اہتمام کیا جائے' تاکہ اس کے گوناگوں منافع وفوائد سے لوگ مستفید وشادکام ہوں اور مقررہ ایام میں ذکرِ الٰہی کا ولولہ بلند ہوتا رہے۔

٤ جو لوگ اس موقع پر جمع ہوں' وہ اللہ کے نام پر جانوروں کی قربانیاں کریں اور محتاجوں کے لیے غذا کا سروسامان بہم پہنچائیں۔

کعبۃ اللہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ عبادت گاہ

یہ عبادت گاہ صرف قریشِ مکہ کے لیے نہ بنائی گئی تھی اور نہ ہی ان کا یہ حق تھا کہ اس کے مالک بن بیٹھیں' جسے چاہیں آنے دیں' جسے چاہیں روک دیں بلکہ بلاامتیاز یہ سب کے لیے بنی' خواہ وہ مکہ کے رہنے والے ہوں خواہ دوسرے ملکوں کے باشندے۔

یہ اسی بات کا نتیجہ ہے کہ لوگ دور دور سے آنے لگے' اپنے ساتھ قربانی کے جانور لانے لگے' خصوصاً قربانی کے اونٹ' جو صحرا و جبال طے کر کے حرمِ کعبہ میں پہنچائے جاتے ہیں اور لوگ انھیں اس معبد کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی متصور کرتے ہیں' اب اگر قریشِ مکہ کا یہ اختیار تسلیم کر لیا جاتا کہ جسے چاہیں آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں تو پھر نہ کعبہ' کعبہ رہا اور نہ حج' حج۔

حقیقتِ قربانی

قربانی کی حقیقت یہ ہے کہ اس کا گوشت خود بھی کھاؤ اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ:

﴿ فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُو الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ﴾ [الحج:٣٦]

ان کے گوشت میں سے خود بھی کھاؤ اور فقیروں اور زائروں کو بھی کھلاؤ۔

قربانی سے مقصود جانور ذبح کر کے خون بہانا نہیں ہے' جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں' حقیقت میں اس کا مقصد لوگوں کے لیے سامانِ غذا مہیا کرنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن میں اس بات کو صاف صاف بیان فرما دیا گیا ہے:

﴿ لَنْ يَّنَالَ اللهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآئُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى

مِنكُمْ ط﴾ [الحج:۳۷]

یاد رکھو! اللہ تک ان قربانیوں کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے نہ خون۔ اس کے حضور جو کچھ پہنچ سکتا ہے وہ صرف تمہارا التقویٰ ہے۔

یعنی محض تمہارے دل کی نیکی ہے جو مقبول بارگاہِ الٰہی ہے اور یہ جو بت پرست اقوام میں قربانی کی رسم اس طرح چلی آتی ہے کہ خیال کیا جاتا ہے کہ انسانوں کی طرح دیوتاؤں کو بھی چڑھاووں کی ضرورت ہے اور جانوروں کا خون بہانا' ان کے غضب وقہر کو ٹھنڈا کر دینا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ نہ تو چڑھاوا ہی اللہ تک پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی وہ خون بہانے کا شائق ہے۔ وہ طہارتِ قلبی کو پسند فرماتا ہے۔
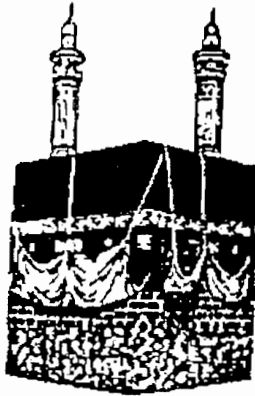
وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ

البقرة: ١٩٦

اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو

حج و عمرہ

قرآن و حدیث کی روشنی میں

ترتیب

محمد سرور طارق

حافظ عبدالسلام صدیقی

اجرِ عظیم

مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔ (بخاری، مسلم)

''جس نے حج کیا اور پھر اس دوران اس نے نہ کوئی شہوت کی بات کی اور نہ اللہ کی کسی نافرمانی کا ارتکاب کیا تو وہ تمام گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو گیا، جس طرح وہ اس دن تھا، جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا''

عمرہ کا طریقہ

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ مقامات کا تعین کیا گیا ہے، جس کو میقات کہتے ہیں، ان مقامات سے احرام کے بغیر آگے گزرنا منع ہے۔ ہوائی جہاز سے سفر کی صورت میں اگر جہاز کے اندر احرام باندھنا مشکل ہو تو اپنے گھر سے یا ایئرپورٹ سے ہی احرام باندھ سکتے ہیں۔

احرام

احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ غسل کریں، اگر میسر ہو تو خوشبو استعمال کریں اور پھر احرام کی دونوں چادریں اس طرح پہن لیں کہ ایک کو تہبند کے طور پر باندھ لیں اور دوسری کو چادر کے طور پر اوڑھ لیں۔ افضل یہ ہے کہ احرام کی یہ دونوں چادریں سفید ہوں۔ عورت کے لیے اجازت ہے کہ وہ جو چاہے لباس (کسی بھی رنگ کا ہو) استعمال کر سکتی ہے بشرطیکہ زیب و زینت کا اظہار نہ ہو۔

نیت

نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں لیکن حج و عمرہ کی نیت کرتے ہوئے زبان سے الفاظ ادا کرنا ضروری ہیں۔ اگر آپ حجِ تمتع کرنا چاہتے ہیں تو پہلے عمرہ کا احرام باندھیں۔ عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دیں اور پھر حج کے لئے آٹھ ذوالحج کو (اپنی قیام گاہ سے) دوبارہ احرام باندھ لیں۔ عمرہ کے لئے احرام باندھتے وقت آپ نیت یہ کریں کہ آپ نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور زبان سے یہ الفاظ ادا کریں۔

لَبَّیْکَ عُمْرَةً : اے اللہ! میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں۔

تلبیہ

اور پھر یہ تلبیہ پڑھیں:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔ (نسائی)

میں حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، میں حاضر ہوں، بے شک تمام تر تعریف اور انعام واحسان تیرا ہی ہے اور بادشاہی بھی تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

مرد تلبیہ کے یہ الفاظ بلند آواز سے پڑھیں، لیکن خواتین آہستہ پڑھیں اور پھر سارے سفر میں تلبیہ اور ذکر واستغفار کے کلمات کو کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے۔

مکہ مکرمہ میں

مکہ مکرمہ پہنچ کر اپنا سامان کسی ہوٹل وغیرہ یا کسی اور مناسب جگہ پر رکھنے کے بعد جلدی سے بیت اللہ شریف کی طرف چلے جائیں۔

بیت اللہ شریف

بیت اللہ شریف میں باب السلام سے داخل ہونے کی کوشش کریں اور داخل ہوتے ہوئے بے حد خشوع وخضوع کے ساتھ یہ پڑھیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَ سُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ سَلِّمْ ،اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ [1]

میں عظمت وجلال کے مالک اللہ اور اس کی کریم ذات اور اس کی لازوال سلطنت کی پناہ لیتا ہوں مردود شیطان سے۔ اللہ کے نام کے ساتھ

---

[1] یہ دعا مختلف روایات میں ثابت شدہ دعاؤں کا مجموعہ ہے۔

(میں داخل ہوتا ہوں) اے اللہ! تو محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر رحمت اور سلامتی نازل فرما۔ اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جوں ہی بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو فوراً یہ دعاء پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّ تَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّ زِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّ تَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّ بِرًّا۔

اے اللہ! اس گھر کے شرف، تعظیم، عزت اور رعب میں اضافہ فرما اور جو اسے شرف و عزت بخشے اس کا حج یا عمرہ کرے اس کے شرف، عزت، تعظیم اور نیکی میں بھی اضافہ کر۔

طواف

بیت اللہ شریف میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے طواف کریں۔

طواف کا طریقہ یہ ہے کہ کعبہ شریف کے گرد سات چکر لگائیں۔ حجر اسود کو بوسہ دے کر طواف شروع کریں۔ اللہ اکبر کہہ کر حجر اسود کو بوسہ دیں، وہاں تک نہ پہنچ سکیں تو ہاتھ کے اشارہ سے چوم لیں، جب چکر پورا کر کے واپس حجر اسود پر آئیں تو یہ ایک چکر ہوا۔ اسی طرح سات چکر لگائیں۔ پہلے تین چکروں میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے ذرا تیز چلیں اور باقی چار چکروں میں آہستہ آہستہ چلیں، ہر چکر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیں اور جو چاہیں دعاء مانگیں لیکن افضل یہ ہے کہ ہر چکر کو اس دعاء پر ختم کریں:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (احمد، ابوداؤد)

اے پروردگار! تو ہمیں دنیا میں بھی خیر وخوبی دے اور آخرت میں بھی خیر وخوبی عطا فرما اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچا۔

حجرِ اسود

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حجرِ اسود جنت سے آیا ہوا پتھر ہے جو کہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن ابن آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا ہے۔ (ترمذی)

حجرِ اسود کو چومنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کو مخاطب کر کے فرمایا: اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔ (بخاری)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ان لوگوں کے لئے درسِ عبرت اور نصیحت ہے جو مزاروں اور درگاہوں کی مٹی اور پتھروں کو متبرک سمجھتے ہوئے چومتے ہیں۔

کچھ اور دعائیں

طواف میں اگرچہ کثرت سے ذکرِ الٰہی اور دعاء مستحب ہے لیکن اس سلسلہ میں شریعت نے کسی مخصوص ذکر یا دعاء کی پابندی لازم قرار نہیں دی۔ لہٰذا طواف کرتے وقت نہایت خشوع وخضوع سے ذکر اور دعاء کا سلسلہ جاری رکھیں۔ ہم یہاں ان دعاؤں کو ذکر کرتے ہیں جو اس مقام پر حدیث سے ثابت ہیں۔

1. حجرِ اسود کو بوسہ دیتے یا اس کے سامنے آتے وقت یہ دعاء پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَ وَفَاۤءً بِعَھْدِکَ

وَ اِتِّبَاعًا بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ، بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَكْبَرُ۔

اے اللہ! تیرے ساتھ ایمان' تیری کتاب کی تصدیق' تیرے عہد کی وفا اور تیرے نبی ﷺ کی سنت کا اتباع کرتے ہوئے (حجرِ اسود کو بوسہ دیتا ہوں) اللہ کے نام کے ساتھ' اللہ بہت بڑا ہے۔

❷ طواف شروع کرتے وقت یہ دعاء پڑھیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔

پاک ہے اللہ اور اللہ کے لیے ہی سب تعریف ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے اور اللہ کی مدد کے بغیر ہم نہ گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کر سکتے ہیں۔

❸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان یہ دعاء مروی ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلَيَّ كُلَّ غَائِبَةٍ بِخَيْرٍ۔ (مستدرک حاکم)

اے اللہ! تو نے جو مجھے رزق عطا فرمایا ہے' اس پر مجھے قناعت عطا فرما اور اس میں مجھے برکت بھی دے اور جو میری نظروں سے غائب ہے (اہل وعیال) اس پر تو خیر و برکت کے ساتھ میرا قائم مقام (محافظ) بن جا۔

مقامِ ابراہیم

جب طواف کے سات چکر مکمل ہو جائیں تو آیت شریفہ ﴿ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلّٰى ﴾ (اور مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو یعنی نماز پڑھو) کی

تلاوت کرتے ہوئے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں' مقامِ ابراہیم کے قریب جگہ نہ مل سکے تو اس سے دور بھی حتی کہ مسجد حرام میں کسی بھی جگہ پڑھ سکتے ہیں۔

خانہ کعبہ کے دروازۂ مبارک کے سامنے گولڈ اور شیشے کے گول بکس میں وہ مقدس پتھر موجود ہے۔ جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات ہیں۔ اس پتھر پر کھڑے ہو کر آپ علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی اور اللہ کے حکم پر مخلوقِ خدا کو خانہ کعبہ میں حاضری کی دعوت دی۔ اس مبارک پتھر کا رنگ سفید سرخی مائل ہے اور اس پر قدم مبارک کے واضح نشان بھی ہیں۔ اس کی چوڑائی ۱۴ انچ مربع اور موٹائی ۸ انچ ہے۔ پہلے پہل یہ بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کچھ فاصلے پر رکھ دیا تھا۔ یہ وہ مبارک مقام ہے جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

سعی

مقامِ ابراہیم پر دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد صفا و مروہ کی سعی کرنے کے لیے پہلے صفا پہاڑی کی طرف جائیں اور یہ آیت پڑھیں: ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ﴾ (بے شک (کوہ) صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) کوہ صفا پر چڑھ جائیں۔ کعبہ شریف کی طرف منہ کرلیں۔ تین بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھیں اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعاء تین بار پڑھیں:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اسی کا ہے، سب تعریفیں بھی اسی کے لیے ہیں، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد فرمائی اور اس اکیلے ہی نے تمام جماعتوں

کو شکست دے دی۔

اس کے بعد صفا پہاڑی سے نیچے اتر آئیں اور مروہ کی طرف چلیں، جس جگہ سبز رنگ کے ستون نظر آئیں وہاں دوڑیں اور باقی ساری جگہ معمول کی چال سے چلیں اور مروہ پہاڑی پر چڑھ جائیں اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے اسی طرح کریں جس طرح صفا پر کیا تھا اور اگر آسانی سے ممکن ہو تو صفا و مروہ پر تمام اذکار اور دعاؤں کو تین تین بار پڑھیں۔ یہ ایک چکر مکمل ہو گیا' اسی طرح سات چکر پورے کر لیں۔ اس سے سعی مکمل ہو جائے گی۔

صفا اور مروہ یہ دو قدیم مقدس پہاڑوں کے نام ہیں۔ جو آج کل حرم شریف کے اندر شامل ہیں۔ ان کے درمیان حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے سات چکر لگائے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی بندی کا صبر اور عاجزی کے ساتھ دوڑنا اس قدر بھایا کہ اسے تا قیامت مناسکِ حج وعمرہ میں شامل کر دیا۔ اب صفا و مروہ اور ان کے درمیان چھت ڈال کر تین منزلہ راستہ بنا دیا گیا ہے۔ نیچے خوبصورت فرش بنا کر بہت بڑے ہال نما راستے کو ایئر کنڈیشن کر دیا ہے تاکہ زائرین کو سہولت رہے۔

یاد رہے طواف اور سعی کے لیے کوئی ایسا مخصوص ذکر نہیں ہے' جو واجب ہو بلکہ ہر وہ ذکر اور دعاء جائز ہے جسے آپ آسانی سے کر سکتے ہوں۔ طواف اور سعی کرتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت بھی کر سکتے ہیں' اگرچہ اس موقع پر ہر دعاء و ذکر جائز ہے' لیکن افضل یہ ہے کہ اس ذکر و دعاء پر اکتفا کیا جائے جو اس موقع پر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ذکر اور دعائیں ثابت ہیں' وہ ہم ابھی ابھی بیان کر آئے ہیں۔

آبِ زمزم

یہ اس مقدس چشمے کا پانی ہے جو مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے جنوب میں جبرائیل امین کی ایڑی یا پر کی بدولت عین اس وقت جاری ہوا جب حضرت اسماعیل علیہ السلام پیاس

سے بلبلا رہے تھے اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام بہت بے تاب تھیں۔

آپ ﷺ نے اس پانی کے متعلق فرمایا کہ سطح زمین پر سب سے بہترین پانی زم زم کا پانی ہے۔ (صحیح ابن حبان)

طواف اور مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعتوں سے فراغت کے بعد آبِ زم زم نوش کرنا مستحب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب آبِ زم زم نوش کیا تو ارشاد فرمایا کہ یہ بابرکت پانی کھانا بھی ہے اور بیماری سے شفا بھی۔ (بخاری و مسلم)

یاد رہے جبریل امین علیہ السلام نے شبِ معراج حضور سرورِ کائنات ﷺ کے قلبِ اطہر کو آبِ زم زم سے ہی دھویا تھا۔ لہٰذا رغبت اور شوق سے خوب سیر ہو کر آبِ زم زم نوشِ جان فرمائیں۔

آبِ زم زم پینے کی دعاء

آبِ زم زم پیتے وقت کوئی دعاء ثابت نہیں لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں یہ دعاء مروی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ۔

اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم، کشادہ روزی اور ہر بیماری سے شفا کا سوالی ہوں۔

حجامت

سعی کی تکمیل کے بعد مرد اپنے بال منڈوا یا کٹوا دیں اور عورتیں انگلی کے ایک پورے کے برابر ہی کاٹ لیں' اس سے عمرہ مکمل ہو گیا۔ اب احرام کھول دیں' اب وہ سب چیزیں جائز ہیں جو احرام کی وجہ سے ممنوع تھیں۔ (مردوں کے لئے ضروری ہے کہ اگر بال کٹوائیں تو سر کے تمام بالوں کو کٹوائیں۔ تھوڑی جگہ سے کاٹ لینا جائز نہیں)

اگر آپ نے حج تمتع کا احرام باندھا تھا تو پھر آپ کے لیے یہ واجب ہے کہ قربانی کے دن ایک بکری کی قربانی دیں یا اونٹ یا گائے کے ساتویں حصہ میں شرکت کریں۔ اگر قربانی کی طاقت نہ ہو تو پھر دس روزے واجب ہیں، جن میں سے تین ایام حج میں رکھے جائیں اور سات اپنے گھر واپس جا کر، حج تمتع یا قران کی صورت میں افضل یہ ہے کہ یہ تین روزے عرفہ کے دن سے پہلے پہلے رکھے جائیں۔

حج کا طریقہ

حج کی اقسام

حج کی تین قسمیں ہیں: تمتع......قران......افراد۔

(۱) سفر کے وقت صرف حج کی نیت کی جائے اسی کا احرام باندھا جائے اور عمرہ کو حج کے ساتھ جمع نہ کیا جائے اس حج کا نام ''حج افراد'' ہے۔

(۲) حج اور عمرہ، دونوں کی نیت ایک ساتھ کی جائے اور احرام بھی دونوں کا ایک ساتھ ہی باندھا جائے ایسے حج کا نام ''حجِ قران'' ہے۔

(۳) تیسری قسم حج کی یہ ہے کہ حج اور عمرہ کو اس طرح جمع کیا جائے کہ میقات سے صرف عمرہ کے لئے احرام باندھا جائے اور مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کر کے احرام ختم کر دیا جائے پھر آٹھویں ذی الحجہ کو جہاں آپ ٹھہرے ہوں وہاں سے حج کا احرام باندھا جائے اس حج کو ''حج تمتع'' کہتے ہیں۔

حج کا طریقہ

آٹھ ذوالحج کی صبح کو نماز فجر ادا کریں، غسل کریں، ممکن ہو تو خوشبو بھی استعمال کریں اور حج کا احرام باندھ لیں اور کہیں:

لَبَّیْکَ حَجًّا۔ اے اللہ! میں حج کے لیے حاضر ہوں۔

اور اس کے ساتھ ہی تلبیہ یعنی:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ پڑھیں۔

اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں اور انعام و احسان تیرا ہی ہے۔ اور بادشاہی بھی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

منیٰ کی طرف

اس کے بعد آپ منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں' راستہ میں وادی محصّب آئے گی یہ کنکریوں والی وادی جنت المعلّیٰ کے قریب دو پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے۔ اس کے بعد جبل نور آئے گا۔ غار حرا اسی جبل نور کے اوپر ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلی وحی نازل ہوئی تھی...... بہرحال شوق کے ان راستوں سے گزرتے ہوئے منیٰ کے وسیع میدان میں جہاں جگہ ملے' پڑاؤ ڈال دیں اور ظہر' عصر' مغرب' عشا اور فجر کی نمازیں قصر کر کے ادا کریں لیکن یہاں نمازوں کو جمع کی صورت میں نہیں بلکہ ہر نماز کو اس کے وقت ہی میں ادا کیا جائے گا۔ منیٰ میں ایک بہت بڑی مسجد ہے جس کا نام مسجد خیف ہے۔ یہ مسجد منیٰ کی مشہور ترین مسجد ہے۔ مسندِ بزار میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا! مسجدِ خیف میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں موجود ہیں۔ اس مسجد کے قریب آپ ﷺ نے قربانی ذبح کی۔ مذکورہ بالا پانچوں نمازیں امام کے ساتھ اس مسجد میں باجماعت ادا کرنا مستحب ہے۔

سوئے عرفات

ذوالحج کی ۹ تاریخ کو طلوع آفتاب کے بعد (پہلے نہیں) اطمینان وسکون کے ساتھ سوئے عرفات چل پڑیں اور کوشش کریں کہ آپ کے کسی عمل سے آپ کے کسی حاجی بھائی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے' اسی راستہ میں وادی محسرّ آتی ہے' جہاں اصحابِ فیل کا واقعہ پیش آیا تھا لہٰذا یہاں سے جلدی سے گزر جائیں۔ اس جگہ کی نشانی یہ ہے کہ یہاں راستہ تنگ ہے۔ عرفات کی طرف جاتے ہوئے بھی تکبیر و تہلیل و تلبیہ پڑھتے جایئے۔ ظہر و عصر کی نمازیں (ظہر کے وقت میں) جمع اور قصر کی صورت میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ میدان عرفات ہی میں ادا کی جائیں گی۔ یہاں پہنچ کر حضور سرور کائنات ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے قبلہ رخ ہو کر اور دونوں

ہاتھ اٹھا کر کثرت سے ذکر اور دعاء کریں۔ عرفہ سارا موقف ہے یعنی جہاں بھی جگہ مل جائے درست ہے' لیکن جگہ حدود عرفہ کے اندر ہو یہاں آپ غروب آفتاب تک رہیں گے۔ یاد رہے وقوفِ عرفہ حج کا رکن اعظم ہے۔ (جو میدانِ عرفات میں پہنچ گیا اس کا حج ہو گیا)

مزدلفہ

مزدلفہ'' ازدلاف'' سے بنا ہے۔ جس کے معنی قریب ہونا ہیں۔ مزدلفہ عرفات اور منیٰ کے درمیان واقع ہے۔ اسے مزدلفہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

غروبِ آفتاب کے بعد نہایت سکون اور وقار کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوں۔ اس انداز سے اپنا سفر کریں کہ آپ کسی مسلمان بھائی کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنیں۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب وعشاء کی نمازیں (عشاء کے وقت میں) جمع اور قصر کی صورت میں ادا کریں۔ رات مزدلفہ ہی میں بسر کریں۔ آنحضرت ﷺ سے یہاں کوئی نفلی نماز ثابت نہیں بلکہ آپ ﷺ رات بھر سوئے رہے۔

نماز فجر یہاں ادا کریں۔ نماز فجر کے بعد سے لے کر دن خوب روشن ہونے تک یہاں قبلہ رخ ہو کر اور دونوں ہاتھ اٹھا کر خوب خوب اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دعائیں کیجیے اور ملک وملت کی بہتری اور دنیا وآخرت کی بھلائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعاء کریں۔ سنت سے یہی ثابت ہے۔

پھر منیٰ کی طرف

پھر طلوع آفتاب سے پہلے تلبیہ کا ترانہ پڑھتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہوں' اگر آپ کے ہمراہ عورتیں یا کمزور بچے اور بوڑھے ہوں تو پھر آدھی رات کو منیٰ کی طرف روانہ ہو جانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور اپنے ساتھ سات عدد کنکریاں بھی لے جائیں تا کہ جمرہ عقبہ کو رمی کر سکیں۔ باقی کنکریاں منیٰ ہی سے لے لیں' اسی طرح ان سات کنکریوں کے منیٰ سے لینے میں بھی کوئی حرج نہیں جن کے ساتھ عید کے دن جمرہ

عقبہ کو رمی کرنا ہے۔

منیٰ میں پہنچ کر یہ کام کریں۔

① جمرہ عقبہ کو رمی کریں یہ جمرہ مکہ مکرمہ سے قریب ترین ہے' اسے مسلسل ایک دوسری کے بعد سات سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے ہوئے اللہ اکبر پڑھیں۔

② اگر آپ پر ہدی واجب ہے (ہدی سے مراد وہ جانور جو حاجی قربانی کے لئے اپنے ساتھ لے جاتے تھے) تو اسے ذبح کریں' ہدی کے گوشت کو خود بھی کھائیں اور فقراء کو بھی کھلائیں۔

③ اس کے بعد سر کے بال منڈوایا کٹوادیں، لیکن منڈوانا افضل ہے۔عورت کے لیے انگلی کے ایک پورے کے برابر بال کاٹ دینا ہی کافی ہے۔(بال کٹوانے والے بھائی سارے سر سے بال کٹوائیں کسی ایک جگہ سے بال کاٹ لینا جائز نہیں)ان کاموں کی ترتیب اگر ملحوظ رکھی جائے تو افضل ہے۔اگر اس میں کوئی تقدیم وتاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

تحلّلِ اول

جب آپ رمی کر لیں اور بال منڈوایا کٹوادیں تو آپ کو تحلّلِ اول حاصل ہو گیا۔یعنی اب آپ احرام اتار کر معمول کے کپڑے پہنیں گے اور اب بیوی سے مقاربت کے سوا، دیگر وہ تمام امور بھی حلال ہیں جو احرام کی وجہ سے حرام ہو گئے تھے۔

طوافِ افاضہ

اب مکہ مکرمہ چلے جائیں اور وہاں جا کر طوافِ افاضہ کریں اور طواف کے بعد سعی بھی کریں بشرطیکہ آپ کا حج تمتع ہو، اس طواف وسعی کے بعد بیوی سے مقاربت اور وہ تمام امور حلال ہو جاتے ہیں جو احرام کی وجہ سے حرام ہوئے تھے

طوافِ افاضہ میں تاخیر

یہ بھی جائز ہے کہ طوافِ افاضہ کو تاخیر کے ساتھ ایام منیٰ کے بعد کریں اور رمی جمار سے فراغت کے بعد مکہ مکرمہ میں آئیں۔

منیٰ کی راتیں

طوافِ افاضہ کے بعد قربانی کے دن آپ منیٰ واپس تشریف لے جائیں اور گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ ''ایام تشریق'' کی راتیں منیٰ میں گزاریں اور اگر دو راتیں ہی گزاریں تو یہ بھی جائز ہے۔

جمرات کا تعارف

روایات میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جب اللہ کے حکم سے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے ارادے سے لے کر چلے اور منیٰ کی حدود میں پہنچے تو ایک جگہ شیطان سامنے آیا اور اس نے اس ارادہ سے آپ علیہ السلام کو باز رکھنے کی کوشش کی۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مردود کے سات کنکریاں ماریں جس سے وہ زمین میں دھنس گیا اور آپ علیہ السلام آگے روانہ ہو گئے۔ کچھ دور چلے تھے کہ وہ دوبارہ سامنے آیا۔ اسی طرح پھر اس کے کنکریاں ماریں وہ دفع ہو گیا۔ آپ علیہ السلام آگے چل دیئے کچھ دور جانے کے بعد تیسری دفعہ وہ پھر آیا، تو ابراہیم علیہ السلام نے اسی طرح اس کے کنکریاں ماریں، جس سے وہ زمین میں دھنس گیا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبت بھری یہ ادائیں ایسی پسند آئیں کہ قیامت تک کے لئے ان کو بھی حج کا جزو بنا دیا گیا۔ ان تینوں جگہوں پر بطور نشان تین ستون بنے ہوئے ہیں اور حجاجِ کرام ان نشانوں پر کنکریاں مارتے ہیں۔ ان ہی نشانوں کو ''جمرات'' کہتے ہیں۔

رمی جمرات

ان دو یا تین دنوں میں تینوں جمرات کو رمی کریں' رمی زوالِ آفتاب کے بعد کی جائے گی۔ پہلے جمرہ اولیٰ کو رمی کریں' یہ جمرہ مکہ مکرمہ سے سب سے زیادہ دور ہے' پھر جمرہ وسطیٰ اور آخر میں جمرہ عقبہ کو اس طرح رمی کریں کہ ہر ایک کو سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر پڑھیں۔ رمی کرتے وقت ضروری باتیں:

- رمی کے لئے بڑے بڑے پتھر اور جوتے استعمال نہ کریں۔
- رمی کرتے وقت شیطان کو گالیاں نہ دیں۔
- سات کنکریاں بیک وقت نہ ماریں بلکہ ایک ایک کر کے ماریں۔

منیٰ میں دو دن

اگر آپ منیٰ میں دو دن کے قیام پر اکتفاء کریں تو دوسرے دن غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ سے نکل جائیں اور اگر منیٰ ہی میں سورج غروب ہو جائے تو پھر یہ رات بھی منیٰ ہی میں بسر کرنا ہوگی اور تیرہ تاریخ کو بھی رمی کرنا ہوگی اور افضل بھی یہی ہے کہ آپ تیرہ تاریخ کی رات بھی منیٰ ہی میں بسر کریں۔

رمی میں نیابت

مریض اور کمزور آدمی کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ رمی کے لیے کسی کو اپنا نائب مقرر کر دے۔ نائب کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر پہلے اپنی طرف سے رمی کرے اور پھر اس کی طرف سے جس نے اسے اپنا نائب بنایا ہے۔

طوافِ وداع

تمام مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد جب آپ اپنے وطن واپس جانے کا

ارادہ کریں تو کعبہ شریف کا طواف کریں' اسے طوافِ وداع کہا جاتا ہے۔ حیض ونفاس والی خواتین کے سوا ہر شخص کے لیے یہ طواف فرض ہے۔ بیت اللہ سے نکلتے وقت الٹے پاؤں چلنا منع ہے۔

کچھ ہدایات

حج اور عمرہ کی ادائیگی پر جانے والوں کے لئے کچھ ضروری ہدایات ہیں۔ لہٰذا ان کی پابندی ازبس ضروری ہے۔ اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

1. دین کے فرائض مثلاً نماز بروقت باجماعت باقاعدگی کے ساتھ ادا کریں۔
2. ان تمام امور سے اجتناب کریں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے' مثلاً: بے ہودہ گفتگو' گناہ کے کام' لڑائی جھگڑا اور اللہ ورسول کی نافرمانی کے دیگر کام۔
3. اس مقدس سفر کے دوران اپنے قول یا عمل سے کسی بھی مسلمان بھائی کو کوئی تکلیف نہ دیں۔
4. ان تمام باتوں سے اجتناب کریں جو حالتِ احرام میں ممنوع ہیں' مثلاً: (ا) حالتِ احرام میں بال یا ناخن نہ کاٹیں اور اگر کوئی بال وغیرہ قصد وارادہ کے بغیر ازخود گر جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ب) حالتِ احرام میں جسم' لباس اور کھانے پینے میں خوشبو استعمال نہ کریں' احرام باندھنے سے پہلے استعمال کی گئی خوشبو کا اگر کوئی اثر باقی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ج) حالتِ احرام میں شکار نہ کریں' حرم کا کوئی درخت نہ کاٹیں اور کوئی گری پڑی چیز نہ اٹھائیں' الاّ یہ کہ اس کا اعلان کرنا مقصود ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام چیزوں سے محرم کو منع فرمایا ہے۔
5. سر کو کپڑے کے ساتھ نہ ڈھانپیں البتہ چھتری استعمال کرنے یا سامان وغیرہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔
6. حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا مثلاً قمیض' ٹوپی' شلوار' عمامہ اور موزے وغیرہ نہ پہنیں۔

۷ عورت کے لیے بھی حالتِ احرام میں یہ منع ہے کہ وہ ہاتھوں میں دستانے پہنے یا چہرے کو نقاب اور برقعہ وغیرہ کے ساتھ ڈھانپے۔ ہاں البتہ جب اجنبی مرد سامنے آجائیں تو پھر حالت احرام میں بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔

۸ اگر محرم بھول کر یا ناواقفیت کی وجہ سے سلا ہوا کپڑا پہن لے یا سر ڈھانپ لے یا خوشبو استعمال کر لے یا بال کاٹ یا ناخن تراش لے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ اسے جب یاد آئے یا جب شرعی حکم معلوم ہو جائے تو پھر فوراً اس سے رک جائے۔

۹ حالتِ احرام میں جوتے، انگوٹھی، عینک، آلہ سماعت، گھڑی اور ایسی پیٹی وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے جو رقم اور کاغذات وغیرہ کی حفاظت کے لیے ہو۔

۱۰ احرام کو بدلنا، دھونا، اور صاف کرنا...... سر اور جسم کو دھونا یعنی غسل کرنا بھی جائز ہے اور اس سے اگر قصد وارادہ کے بغیر کچھ بال گر جائیں تو اس میں کوئی کفارہ وغیرہ نہیں۔

مکہ مکرمہ کے خاص مقامات

مکہ مکرمہ کے چند خاص خاص مقامات حسب ذیل ہیں:

۱ غارِ حرا

غارِ حرا جبل نور پر واقع ہے۔ یہ غار پندرہ فٹ لمبا اور دس فٹ چوڑا ہے۔ یہ مکہ معظّمہ سے تین میل دور تقریباً دو ہزار فٹ بلندی پر مکہ مکرمہ کے شمال میں واقع ہے۔ آنحضرت ﷺ بعثت سے قبل کئی سال تک اس غار میں عزلت گزیں رہے۔ اسی مقدس غار میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کے سر مبارک پر نبوت کا تاج رکھا گیا یعنی سب سے پہلی وحی اس غار میں نازل ہوئی تھی۔

۲ غارِ ثور

مکہ مکرمہ سے بارہ میل دور جبل ثور میں واقع ہے اس غار تک پہنچنے کے لیے

چڑھائی بہت مشکل ہے کیوں کہ یہ تقریباً ایک میل کی بلندی پر واقع ہے۔ ہجرت کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے اپنے جانثار رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلسل تین دن اور تین راتیں اس غار میں قیام فرمایا تھا۔ اس غار کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ (التوبۃ: ۴۰)

جب وہ دونوں (نبی مکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غارِ ثور میں تھے، اس وقت پیغمبر ﷺ اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

③ مسجد الرایۃ

فتح مکہ کے دن حضور سرورِ کائنات ﷺ نے جس جگہ اپنا جھنڈا گاڑا تھا وہاں اب مسجد بنا دی گئی ہے، اسی وجہ سے اسے "مسجد الرایۃ" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ بیت اللہ کے بالکل قریب باب السلام کے باہر اسی طرف تھوڑا آگے مسجد جن اور جنت المعلّیٰ واقع ہے۔

④ مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی جگہ آج کل مسجد ہے، جسے مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

⑤ مسجد عمر رضی اللہ عنہ

جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکان تھا وہاں بھی اب مسجد بن گئی ہے، جسے مسجد عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

⑥ مسجد بلال اور مسجد انشقاق القمر

یہ مسجدیں جبلِ ابی قبیس پر واقع ہیں۔

⑦ مسجد جن

یہ وہ جگہ ہے جہاں جنوں کی ایک جماعت نے سرورِ کائنات رحمۃ للعالمین ﷺ سے قرآن سنا اور مشرف بہ اسلام ہوئی تھی۔ جنوں کے آپ ﷺ سے قرآن سننے کا واقعہ قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ یادگار کے طور پر اس جگہ مسجد بنا کر نبی پاک ﷺ کی فضیلت کا مرکز قائم کر دیا گیا ہے۔

⑧ جنت المعلّٰی

یہ مکہ مکرمہ کا قدیم ترین قبرستان ہے جو کہ زمانہ جاہلیت سے چلا آ رہا ہے' اس میں بہت سے جلیل القدر صحابہ کرامؓ تابعینِ عظامؒ اور علماء و صلحاءِ امتؒ محو استراحت ہیں۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی اس قبرستان میں مدفون ہیں۔ یہ قبرستان مسجد جن کے قریب ہے۔

مدینہ منورہ اور بارگاہِ رسالت ﷺ

بلادِ عالم میں سے صرف شہرِ مدینہ کو یہ عز و شرف نصیب ہے، جہاں دانائے سبل ختم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جیسی عظیم المرتبت ہستی اپنے دو رفیقوں کے ساتھ استراحت فرما ہیں۔ بلکہ اس مقدس سرزمین پر ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام ائمۂ اعلامؒ اور اولیاءِ رحمٰنؒ مدفون ہیں۔ امام دار الہجرۃ مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صرف جنت البقیع میں دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں موجود ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی محبت اور خیر و برکت کے لئے دعاء کرتے ہوئے فرمایا ''اے اللہ! ہمارے لئے مدینہ ایسے ہی محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ (بخاری)

اے اللہ! ہمارے مد اور صاع (ناپ اور تول کے پیمانے) میں برکت پیدا

فرما۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مدینہ طیبہ کی حفاظت کے لئے اس کے تمام دروازوں پر فرشتے تعینات کر دیئے ہیں تاکہ طاعون اور دجال داخل نہ ہو سکے۔ (بخاری)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب ایمان سکڑ کر مدینہ میں یوں چلا جائے گا جس طرح کہ سانپ اپنی بل میں داخل ہو جاتا ہے۔ (بخاری)

مدینہ منورہ کی کھجور ''عجوہ'' جنت کا پھل ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''عجوہ'' کھجور جنت کا پھل ہے اور اس میں زہر کے لئے شفاء ہے۔ (ترمذی)

مسجدِ نبوی ﷺ

مسجدِ نبوی ﷺ دینِ اسلام کا وہ پہلا مرکز ہے جس کی بنیاد سرورِ کائنات ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھی اور اس کی تعمیر میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خود آنحضرت ﷺ نے حصہ لیا۔ کھجور کے پتوں کی چھت اور کھجور ہی کے تنوں سے تیار ہونے والی یہ مسجد پیغمبرِ انقلاب ﷺ کا سیکرٹریٹ، اسلامی فوج کا ہیڈ کوارٹر، تمام انسانیت کے لئے مرکزِ عدل، گویا کہ روئے زمین کو امن وسکون اور اخلاق وتمدن سے لبریز کر دینے والے انقلاب کا سرچشمہ یہی مسجدِ نبوی ﷺ تھی............ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنایا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت آنحضرت ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے قبل جس جگہ نماز پڑھا کرتی تھی وہ جگہ دو یتیموں کی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس جگہ مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنایا۔ سید المرسلین ﷺ نے دونوں یتیموں کو بلایا اور مسجد بنانے کے لئے ان سے جگہ خریدنے کی بات کی۔ انہوں نے بلا قیمت ہی پیش کر دی، لیکن رحمتِ کائنات ﷺ راضی نہ ہوئے اور قیمت ادا کر کے مسجد کی بنیاد رکھی۔

یہ مسنون ہے کہ آپ مسجد نبوی ﷺ کی زیارت اور اس میں نماز پڑھنے کی

نیت سے مدینہ منورہ تشریف لے جائیں کیوں کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق مسجد نبوی ﷺ میں ادا کی گئی ایک نماز مسجد حرام (بیت اللہ) کے علاوہ دیگر تمام مسجدوں میں ادا کی جانے والی ایک ہزار نمازوں سے بھی افضل ہے۔

1. یاد رہے مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کے لیے احرام یا تلبیہ کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اس کا حج کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔
2. مسجد نبوی ﷺ میں پہنچ کر پہلے دایاں پاؤں اندر رکھیں۔ بسم اللہ پڑھیں آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی پر درود شریف پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کریں کہ وہ اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ یعنی یہ دعاء پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔(احمد)

اللہ کے نام کے ساتھ (میں داخل ہوتا ہوں) رسول اللہ ﷺ کی ذات پر درود و سلام ہو، اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ میں عظمت و جلال کے مالک اللہ اور اس کی کریم ذات اور اس کی لازوال سلطنت کی پناہ لیتا ہوں، مردود شیطان سے۔

3. مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہو کر فوراً تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ادا کریں، اگر ریاض الجنہ میں جگہ مل جائے تو بہت بڑی سعادت ہے، ورنہ جہاں جگہ مل جائے وہاں پڑھ لیں۔
4. تحیۃ المسجد سے فراغت کے بعد روضۂ اقدس ﷺ کی طرف جائیں اور محسنِ کائنات ﷺ کی ذات گرامی پر کمال ادب، محبت اور آہستہ آواز کے ساتھ ان الفاظ میں درود و سلام عرض کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔

اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی، رحمت اور برکت نازل ہو۔ پھر درود شریف پڑھیں، وہی جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

۵ اس کے بعد تھوڑا سا اپنے دائیں طرف ہو جائیں، اب آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے کھڑے ہیں۔ لہٰذا آپ کی خدمت میں سلام عرض کریں اور آپ کے لیے مغفرت و رحمت کی دعاء کریں۔ پھر تھوڑا سا اپنے دائیں طرف اور ہو جائیں۔ اب آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے کھڑے ہیں، آپ کی خدمت میں بھی سلام عرض کریں اور آپ کے لیے مغفرت ورحمت کی دعاء کریں۔

مدینہ منورہ کے اہم مقامات

۱ ریاض الجنّۃ

جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز مسجد حرام (بیت اللہ) کے سوا دنیا بھر کی دیگر مسجدوں کی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے اور اسی مسجد ہی میں وہ مقدس جگہ بھی ہے جسے ''ریاض الجنۃ'' کہتے ہیں، جس کے بارہ میں صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ لہٰذا اگر ممکن ہو تو اس روضہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ عبادت کریں۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی فرمان ہے کہ جو شخص متواتر چالیس نمازیں باجماعت میری مسجد میں ادا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ آخرت کے عذاب اور نفاق سے بری فرما دیتا ہے۔ (مسند احمد)

۲ مسجد قبا

یہ اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد بنوایا۔ مدینہ منورہ کے جنوب میں دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ نبی اکرم ﷺ ہر ہفتہ، کبھی سواری پر اور کبھی پیدل مسجد قبا تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ یہ بھی مسنون ہے کہ آپ وضو کر کے مسجد قبا کی زیارت کو جائیں اور اس میں نماز پڑھیں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ اس مسجد میں تشریف لے جا کر نماز ادا فرماتے اور اس کی ترغیب بھی دیا کرتے تھے۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد قبا میں آئے اور نماز پڑھے تو اس کو عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔ (مسند احمد)

۳ جنت البقیع

یہ مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے۔ اس میں بہت سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں حضور سرور کائنات ﷺ کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں محو استراحت ہیں۔ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر بھی اس قبرستان میں ہے۔ اس قبرستان کی زیارت مسنون ہے۔ علاوہ ازیں شہداء احد خصوصاً حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کیجیے اور ان سب عظیم المرتبت ہستیوں کو سلام کہیے۔ ان کے لیے دعاء کیجیے۔ آنحضرت ﷺ بھی ان کی قبروں کی زیارت کرتے اور ان کے لیے دعاء فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہ تعلیم دی کہ وہ زیارتِ قبور کے موقع پر یہ دعاء پڑھیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔ نَسْئَالُ اللّٰہَ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَةَ۔

اے ان گھروں کے بسنے والے مومنو! اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے

اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

ان مذکورہ بالا جگہوں کے علاوہ مدینہ منورہ میں اور کوئی مساجد یا مقامات ایسے نہیں ہیں جن کی زیارت مسنون ہو۔ لہٰذا انہی کی زیارت پر اکتفا کرنا چاہیے۔

واپسی کی دعاء

سفر حج سے واپسی پر جونہی اپنے شہر پر نگاہ پڑے تو یہ دعاء پڑھیں۔

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ (بخاری)

''ہم لوٹ رہے ہیں توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے''

مسجد میں دو رکعت

سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں دو رکعت بطور شکرانہ ادا کریں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا۔ (بخاری)

دعوت کا اہتمام

حاجی جس وقت بخیر و عافیت گھر پہنچ جائے تو اپنی ہمت و بساط کے مطابق دوست واحباب اور غرباء و مساکین کی دعوت کرے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اونٹ یا گائے ذبح فرما کر لوگوں کی دعوت کی۔

مسافرانِ حرم کے لئے...... چند دعائیں

آدم علیہ السلام کی دعاء

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَ إِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَo (الاعراف: ۲۳)

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم یقیناً خسارا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

حضور اکرم ﷺ کی پسندیدہ دعاء

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِo (البقرة: ۲۰۱)

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔

ہر کام کے انجامِ خیر کی دعاء

أَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَ أَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ ۔ (مسند احمد)

"الٰہی! ہمارے سب کاموں کا انجام اچھا کر دے اور دنیا کی رسوائی سے ہمیں پناہ دے اور آخرت کے عذاب سے نجات دے۔"

اولاد، والدین اور تمام مسلمانوں کے لئے دعاء

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِo

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَالِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ○

(ابراھیم: ۴۱)

”اے میرے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دے اور میری دعاؤں کو شرفِ قبولیت سے نواز...... اے ہمارے رب! مجھے، میرے والدین اور تمام اہلِ ایمان کو حساب کتاب کے دن بخشش عطا فرما۔

مغفرت کی دعاء

أَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَ رَحْمَتُکَ أَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ۔ (ابوداؤد)

اے اللہ کریم! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کے مقابلے میں تیری رحمت کی زیادہ امید ہے۔

ہدایت، تقویٰ اور پاکدامنی کی دعاء

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی۔

(صحیح مسلم)

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیز گاری، پاکدامنی، اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔

رزقِ حلال کی دعاء

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔ (ترمذی)

اے اللہ! رزق حلال سے میری ساری ضرورتیں پوری فرما! اور مجھے حرام سے بچا۔ نیز اپنے فضل وکرم سے مجھے اپنی ذات کے علاوہ ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔

ہر مشکل اور پریشانی کے لئے دعاء

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَکَ إِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ○

''تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو (ہر خطا سے) پاک ہے بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔

دعائے اسمِ اعظم

رسول ﷺ نے فرمایا! اسمِ اعظم کے ساتھ کی گئی دعاء اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنۡتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ الۡاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیۡ لَمۡ یَلِدۡ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

(مشکوٰۃ)

اے اللہ میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں اس وجہ سے کہ تو ہی معبود ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر تو اکیلا اور بے نیاز ہے۔ ایسا کہ نہ کسی کو جنا اور نہ جنا گیا اور نہیں کوئی اس کا ہمسر۔

ملّتِ اسلامیہ اور ملک وقوم کے لئے دعاء

ملتِ اسلامیہ، سقوطِ خلافتِ عثمانیہ، سقوطِ ڈھاکہ اور سقوطِ افغانستان جیسے کاری زخموں سے چور چور، بے کسی اور بے بسی کے دن گزار رہی ہے۔ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں دنیائے اسلام کا درد ہے، اللہ کے گھر میں گڑگڑا کر یہ دعاء مانگے۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ۟ وَاغۡفِرۡ لَنَا ۟ وَارۡحَمۡنَا ۟ أَنۡتَ مَوۡلَانَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكَافِرِيۡنَ۝ (البقرۃ: ۲۸۶)

اے اللہ کریم! (ذلت ورسوائی) کا یہ بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اس بوجھ سے ہمیں نجات دے۔ ہمیں معاف کردے۔ (گو ہم اس قابل نہیں) ہمیں بخش دے۔ (اگرچہ ہم گناہوں سے لتھڑے ہوئے ہیں) ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا آقا ومولا ہے۔ دنیائے کفر کے مقابل ہماری مدد فرما۔

آمین یا رب العالمین

التجا

تو کریم مطلق و من گدا، چہ کنم اگر نہ بخوانیم
در دیگرے بہ نما کہ من بہ کجا روم چوں برانیم
ہمہ عمر ہرزہ دویدہ ام خجلم کنوں کہ خمیدہ ام
من اگر بہ حلقہ تنیدہ ام تو بروں در منشانیم

(بیدل)

اے اللہ تیرے فضل وکرم کی کوئی حد نہیں، میں بھکاری ہوں۔ تو مجھے نہ بلائے تو میں کیا کروں۔ کوئی دوسرا دروازہ مجھے دکھادے۔ اگر تو مجھے دھتکار دے تو میں کہاں جاؤں۔ میں نے ساری زندگی آوارہ گردی کی ،اب جبکہ میں بڑھاپے سے کبڑا ہو گیا ہوں تو شرمسار ہوں۔ میں نے تیرے گھر کے دروازہ کی کنڈی کو تھام رکھا ہے تو از راہ کرم مجھے خالی ہاتھ نہ لوٹانا۔